

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

اٹھاونواں اجلاس (تیسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 24 ستمبر 2022ء بروز ہفتہ بمطابق 27 صفر المظفر 1444 ہجری۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
03	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	1
17	رخصت کی درخواستیں۔	2
18	مورخہ 22 ستمبر 2022ء کی اسمبلی نشست میں پیش کردہ قرارداد نمبر 147 پر باقی ماندہ اراکین اسمبلی کی جانب سے بحث۔	3
28	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	4

ایوان کے عہدیدار

قائم مقام اسپیکر----- سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی----- جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)----- جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہ ہوانی



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 24 ستمبر 2022ء بروز ہفتہ بمطابق 27 صفر المظفر 1444 ہجری، بوقت شام 05 بجکر 01 منٹ پریزیدنٹ سردار بابر خان موسیٰ خیل، قائم مقام اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تَخْفَوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهٖ اللّٰهُ ط

فَیَغْفِرْ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۸۴﴾ اَمِنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنزِلَ

اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط کُلٌّ اَمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ قَفْ لَا نَفْرِقُ بَیْنَ

اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ قَفْ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ﴿۲۸۵﴾ غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ ﴿۲۸۵﴾

﴿پارہ نمبر ۳ سورۃ البقرہ آیات نمبر ۲۸۲ اور ۲۸۵﴾

ترجمہ: اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اگر ظاہر کرو گے اپنے جی کی بات یا چھپاؤ گے اس کو حساب لے گا اس کا تم سے اللہ پھر بخشے گا جس کو چاہے اور عذاب کرے گا جس کو چاہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ مان لیا رسول نے جو کچھ اُتر اس پر اسکے رب کی طرف سے اور مسلمانوں نے بھی سب نے مانا اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اسکے رسولوں کو کہتے ہیں کہ ہم جدا نہیں کرتے کسی کو اسکے پیغمبروں میں سے اور کہہ اٹھے کہ ہم نے سنا اور قبول کیا تیری بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے رب اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْاِيْمَانُ -

جناب قائم مقام اسپیکر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اذان ہو رہی ہے، دو منٹ تشریف رکھیں۔

(خاموشی۔ اذان عصر)

جناب قائم مقام اسپیکر: میڈم ربابہ صاحبہ! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں اسکے بعد ملک صاحب۔

ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور): شکریہ جناب اسپیکر۔ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سُجَّانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُجَّانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ صلی اللہ علی نبی الٰہی وعلی آلہ وسلم تسلیما۔ اَمَّا بعد۔ جناب اسپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ جب بجٹ speech میں نے کی تھی تو اُس میں نے جیل ریفرمز کے حوالے سے بات کی تھی۔ نیلسن منڈیلا نے اپنی کتاب ”A long walk to freedom“ میں کہا تھا کہ اگر آپ نے کسی قوم کو جانچنا ہے تو یہ دیکھیں کہ وہ اپنے قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔ دنیا بھر میں 90% of the countries have changed their Jails into connection of facilities. اپنے ہاں بلوچستان میں جیل ریفرمز اور اصلاحات کی بات کی۔ جب بھی کسی ادارے یا محکمے میں اصلاحات کی بات کی جاتی ہے تو اُسکے دو اہم components ہوتے ہیں ایک وہ ہوتا ہے جو deal کرتا ہے اُن لوگوں کے ساتھ جن کے لئے وہ ادارہ خدمات دیتا ہے یا سروس provide کرتا ہے۔ دوسرا اہم component ہے وہ deal کرتا ہے اُن لوگوں کے حوالے سے جو اس ادارے میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں اور اپنی سروسز وہاں پر دے رہے ہیں۔ ہمارے ہاں unfortunately قیدیوں کے حوالے سے تو ہم نے بات کی تھی کہ اُنکے لئے ووکیشنل ٹریننگز بھی ہونی چاہئیں۔ اور اُن کے لئے ایسی سرگرمیاں بھی ہونی چاہئیں جب وہ اپنی اپنی قید مکمل کر کے نکلیں تو وہ معاشرے کا ایک مثبت حصہ بن جائیں۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ ایک تلخ حقیقت یہ بھی ہے کہ ہم جیل کے عملے کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

وہ لوگ جو جیل میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور جن کے اوپر اصلاحی معاشرہ کی ایک اہم ذمہ داری ہے جب تک ہم ان کو facilitate نہیں کریں گے ان کو ایسی سہولیات نہیں دی جائیں گی کہ وہ یکسوئی کے ساتھ اور بالکل ایک ذہنی سکون کے ساتھ اپنے کام سرانجام دیں، ہم اُن سے یہ expect نہیں کر سکتے کہ وہ سروس ڈیلیوری ایک بہتر طریقے سے ہو یا وہ اپنی خدمات بہت اچھے طریقے سے سرانجام دیں۔ پاکستان میں جیل کا جو محکمہ ہے وہ پرائونٹل سبجیکٹ ہے۔ بلوچستان میں unfortunately ہم نے اس کو نظر انداز کر کے رکھا ہے ہمیشہ سے ہم نے اس کو کوئی اہمیت نہیں دی جو اس اہم ادارے کا ایک تقاضہ ہے کہ یہاں کا جو سٹاف ہے اُن کو وہ تمام سہولیات دی جائیں جو کہ دیگر law enforcing agencies کا جتنا بھی عملہ ہے اُنکا سٹاف ہے اُن کو دی جاتی ہے۔ اگر آپ سندھ، کے پی اور پنجاب کو دیکھیں تو وہاں جو جیل کا عملہ ہے اُن کو تنخواہیں بھی زیادہ دی جاتی ہیں اور دیگر مراعات اور سہولیات بھی دی جاتی ہیں۔ جس

کی وجہ سے وہاں شاید جو جیلوں کی سروس ڈیلوری ہے، وہ بہتر ہے۔ ہمارے ہاں جو جیل کا عملہ ہے وہ اپنے بالکل محدود وسائل میں رہتے ہوئے بھی جو خدمات سرانجام دے رہے ہیں وہ کسی دیگر صوبے سے کم نہیں ہیں۔ جن مشکل حالات میں یہ لوگ کام کرتے ہیں وہ اگر ہم دیکھیں تو انکے لئے ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم ان لوگوں کے لئے وہ تمام سہولیات مہیا کریں میری تمام ممبران سے درخواست ہے کہ اس اہم ایٹھ کو ضرور دیکھا جائے۔ اور جہاں اس کو سپورٹ کی ضرورت ہے ہم سب سپورٹ کریں اس میں پہلا ایک important-point ہے وہ یہ ہے کہ جو فلکسڈ ڈیلی الاؤنس ہوتا ہے جیل کے عملے کا، وہ approve بھی ہو چکا ہے اور دیا بھی جا رہا ہے۔ دیگر محکموں میں جیل کا سٹاف اس سے محروم ہے۔ 2015ء میں پولیس اور لیویز کے اہلکاروں کے لئے فلکسڈ ڈیلی الاؤنس منظور کیا گیا تھا۔ پھر 2017ء میں پولیس کے دیگر عملے کو اس میں شامل کیا گیا۔ لیکن جیل کا جو عملہ ہے اسکو یکسر نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ جیل کا عملہ 1800 لوگوں پر مشتمل ہے جو اس وقت یہ فکرز ہیں۔ اور پولیس کا عملہ جن کے ڈیلی الاؤنس فلکسڈ ہے وہ تقریباً 45 ہزار اُنکے لوگ ہیں، لیویز کے پچیس ہزار کے قریب ہیں ہم ان سب کو دے رہے ہیں یقیناً دینا بھی چاہیے کہ یہ ان کا حق ہے۔ لیکن جیل کا عملہ جو یہاں پولیس سٹاف ہے سارا وہ وہی خدمات سرانجام دے رہے ہیں جو کہ دیگر law enforcing agencies والے کرتے ہیں لیکن ان کو ہم یہ فلکسڈ الاؤنس نہیں دے رہے اب ان کی ایک تو تنخواہیں کم ہیں پھر ہم انہیں یہ الاؤنسز بھی نہیں دے رہے ہیں۔ تو اُس میں یہ جو جیل کی ڈیویژن ہیں، Which also compromise of the human rights. اس کے حوالے سے بھی وہاں چیزیں manage کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں، اُنکے لئے یہ الاؤنسز نہیں ہیں۔ یہ الاؤنسز گورنمنٹ آف بلوچستان نے منظور بھی کیے لیکن یہ ابھی تک pending میں ہیں اور اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہے۔ میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ آپ اس معاملے کو ضرور متعلقہ اداروں سے لے لیجئے اور جو ہمارے محکمہ جات ہیں اُن سے اس پر معلومات لے لیجئے کہ یہ کیوں pending میں ہیں۔

کیونکہ اسمیں financial implications کوئی نہیں ہیں، اگر آپ 1800 عملے کے لیے دیکھیں تو سالانہ کوئی بائیس، یا تیس کروڑ روپے کی رقم بنتی ہے، جو کہ جتنی یہ خدمات سرانجام دے رہے ہیں کہ jails میں riots ہوتے ہیں تو اس پر ہم ان کو بھیجتے ہیں، کہیں کوئی خطرناک قیدی ہے اُن کی transportation کے لیے جاتے ہیں۔ جناب اسپیکر! آپ کی اور ممبران کی توجہ چاہوں گی یہ ایک اہم issue ہے۔ اور اس کے اُوپر ضرور ہم سب کو سوچنا چاہیے۔ تو جناب اسپیکر! میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ اس پر ذرا آپ متعلقہ ادارے سے آپ فنانس ڈیپارٹمنٹ سے آپ پوچھ لیں کہ جب یہ approved بھی ہیں تو pending کیوں ہیں۔ اس کے علاوہ جو دوسرا ایک اہم issue ہے، jail staff کے حوالے سے وہ اُنکی upgradation کا۔ دیگر تمام صوبوں میں یہ تمام ان کے جو

محکمہ جاتی ترقی ہوتی ہے jail staff کی بھی باقاعدگی سے ہوتی ہے، لیکن بلوچستان میں unfortunately یہ 2010ء کے بعد lower staff کی تو upgradation ہوئی ہے لیکن جو 35 افسران جو بڑی posts ہیں، انکی upgradation نہیں ہوئی۔ اس سے ظاہری بات ہے کہ جب incentive نہ آپ کی income increase کا ہوگا نہ آپکی ترقی کا ہوگا تو پھر لوگ خود بخود اس چیز سے dishearting بھی ہوں گے وہ خدمات بھی سرانجام بھی نہیں دیں گے ایک طریقے کی frustration develop ہوتی ہے اور پھر لوگ مواقع تلاش کرتے ہیں کہ یہاں سے بہتر کہیں کوئی کچھ ملتا ہے تو ہم وہاں چلے جائیں۔ اب اس چیز کی consequences بھی ہوتے ہیں، ہم اگر جیل کے عملے کی تنخواہیں نہیں بڑھائیں گے۔ اگر ہم ان کو وہ تمام سہولیات اور اچھی اُنکے لیے ایسی سہولیات مہیا نہیں کریں گے کہ وہ پُرسکون طریقے سے اپنی خدمات سرانجام دیں تو ظاہر ہے اُسکی operations اور consequences میں بھی آتا ہے کہ پھر لوگ ناجائز طریقے سے دیگر طریقوں سے وہ اپنی income increase کرتے ہیں جس سے کرپشن بھی بڑھتی ہے۔ جس سے وہ جرائم پیشہ عناصر بھی ملوث ہو جاتے ہیں۔ اور اہم چیز جو ہے جس میں گورنمنٹ کا بھی loss ہے وہ یہ ہے کہ جب آپ employee کو trained کرتے ہیں کوئی اسٹاف کو اور اُنکی training کرواتے ہیں، ظاہر ہے اُس کے اوپر حکومت کی ایک بہت بڑی investment لگتی ہے کہ آپ نے اتنے human resource بنایا ہے train کیا ہے لیکن جب وہ دیکھتے ہیں کہ ہمیں ان اداروں میں نہ ترقی کے مواقع مل رہے ہیں نہ ہمیں اپنی salaries کے حوالے سے کوئی اس میں relief مل رہا ہے تو پھر وہی بات ہوتی ہے کہ وہ دیکھتے ہیں جی جو best possible ہے یا foreign جو کوئی post کسی اور ادارے میں آرہی ہے وہ وہاں چلے جاتے ہیں۔ تو میری آپ سے دوبارہ یہ درخواست ہے کہ kindly آپ متعلقہ جو ہمارے departments ہیں اُن سے پوچھیے کہ اس سلسلے میں انھوں نے کیا اقدامات کیئے ہیں۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آپ کا point آگیا۔ میڈم! اس پر جو کھیتراں صاحب! آپ بھی بات کرنا چاہ رہے ہیں؟

سر دار عبدالرحمن کھیتراں (وزیر مواصلات و تعمیرات): جی میں اس کی تھوڑی سی وضاحت کروں گا۔ جناب اسپیکر صاحب! ڈاکٹر بابہ صاحبہ نے بڑے اچھے موضوع پر اس ایوان کی توجہ دلائی ہے۔ اسمیں دو، چار چیزیں میں جو اس حکومت نے موجودہ حکومت نے کیئے ہیں میں اُس پر تھوڑی سی روشنی ڈالوں گا۔ سب سے پہلے انہوں نے جو جیل اسٹاف ہے ہمارا 1800 کے قریب، اُسکی اپ گریڈیشن ہونے کا ذکر کیا ہے۔ تو الحمد للہ، اس موجودہ حکومت کو یہ credit جاتا ہے کہ اس سے پہلے آپ باہر کے جو افسر پولیس سروس کے تھے، وہ آتے تھے اور IG یہاں تعینات ہو جاتے تھے۔ اس

حکومت کو یہ credit جاتا ہے کہ ہم نے ہماری حکومت نے ایک قابل ترین افسر ملک شجاع کے نام سے ہے، اُسکو ہم نے وہ deserve کرتا تھا، وہ اُس گریڈ میں تھا اور ایک منجھا ہوا ایک قابل ترین افسر ہے، تو ہم نے اُسکو IG تعینات کر دیا۔ اُسکے ساتھ ساتھ پھر اُسکے بعد باقی پوسٹیں آتی ہیں۔ ہم نے انکے الاؤنسز اسی حکومت نے، پولیس اور اس کی لیویز جو بھی law enforcement agencies ہیں اُن کے حساب سے ہم نے take up کیا ہے اور بجٹ میں آچکا ہے۔ بد قسمتی سے بجٹ کے بعد ہی جیسے ہی بجٹ سمجھیں کہ پاس ہوا تو سیلاب کی صورتحال پیدا ہوئی ایمر جنسی ہو گئی۔ اسمیں بہت ساری چیزیں ابھی رُکی ہوئی ہیں ڈیولپمنٹ سائیز پر بھی رُکی ہوئی ہیں اور نان ڈیولپمنٹ میں بھی۔ تو انشاء اللہ میں ڈاکٹر صاحبہ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ بہت جلد ان کا یہ الاؤنس ہم جاری کریں گے۔ جہاں تک جیل اصلاحات کی بات ہے، میں نے بھی، یہ credit مجھے جاتا ہے کہ میرے دو گھر ہیں، ایک تو آزادی والا گھر ہے ایک پھر کالے دروازے کے پیچھے ہے۔ میری زندگی کا، 63 سال کی عمر میں تقریباً کوئی 48, 49 سال اسی جیل کے کھاتے میں رہے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آگے بھی ارادہ ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جی بالکل، کدی جیل تے کدی ریل۔ ملاؤں کو بھی ساتھ لے کر جاؤں گا اس بار۔ تو عرض ہے کہ اسمیں ہم نے بہت ساری چیزیں سی ایم صاحب کے علم میں لائیں اور میں نے اس پر بہت ساری ورکنگ کی ہوئی ہے۔ ایک تو ہم PPP base پر خاص کر مجھ جیل جہاں عمر قید اور سوسال، دو سوسال پچاس سال، اسی سال کے convicted ہیں لوگ، تو شرعاً اُسکی صورتحال یہ بنتی ہے جب کسی کو عمر قید ہو جاتی ہے تو اکثر لوگ اپنی بیویوں کو divorce کر دیتے ہیں۔ تو اُسکو بچانے کے لیے ہم PPP base پر start لے رہے ہیں انشاء اللہ ہم اسی سال کے کرینگے، تیس چالیس کمرے ہمارے پاس وہاں پر باغیچہ بھی ہے، وہاں ہم کمرے ڈالیں گے اور nominal سا جو میں نے suggest کیا ہے ایک ہزار روپے fee per-night۔ مطلب تیس کمرے ہیں جو بہت سزا یافتہ لوگ ہیں تیس ہزار کی ریگولر انکم ہو جائے گی اور تیس آدمی ڈیلی اپنی وائف بچوں کے ساتھ ایک رات گزار سکیں گے in the way کہ وہ اپنے بچے فیملی سارے لے آئیں گے۔ اچھے وہ suite-type کے کمرے ہم suggest کر رہے ہیں۔ تو مطلب ہماری جیل کی، مجھ کی پوزیشن یہ ہے کہ 8, 9 سو قیدی ہوتے ہیں اس وقت تو ثوب میں بھی بن گئی ہے اور کونٹے کے بھی باہر ہم نکال رہے ہیں لورالائی جیل بھی بن رہی ہے آپ نے خود اُس کو دیکھا ہے۔ تو اس طریقے سے ہم فیروائز کریں گے۔ 900 قیدی کا وہ جو یہ family destroy ہو جاتی ہے وہ ہم اسی سال میں انشاء اللہ شروع کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہاں جو بچہ وار ڈیواہاں منشیات کے ہیں اُن میں بھی ہم، چونکہ وہ چیزیں میں یہاں بیان نہیں کر سکتا ہم اُس میں

بھی اصلاحات لارہے ہیں کیمرہ سسٹم لارہے ہیں دوسری چیزیں لارہے ہیں کہ اگر کوئی کمی بیشی ہے وہ ختم ہو جائے۔ ٹریننگ کی بات ہے تو الحمد للہ ہمارے جیل کے جو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ تھے یا اسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ تھے اس level تک یا upper level تک foreign tours بھی ہم نے اُن کو کرایا foreign training بھی کرائی، امریکہ بھی بھجوا یا انگلینڈ بھی بھجوا یا اور ہم یہ سلسلہ پنجاب کے حق تک KP یا سندھ، یہ ہم transection کرتے رہتے ہیں کہ جائیں وہاں کی چیزیں کوئی لیکر آئے اور انکو ٹریننگ ہم دے دیں۔ اپ گریڈیشن ہم دے رہے ہیں اسی سال میں میں نے بتا دیا ہے جیل کی سہولیات کی میں نے گزارش کر دی ہے تو میں۔۔۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکر یہ کھیتراں صاحب اس میں میڈم نے کوئی point raise کیا ہے میرے خیال سے متعلقہ جو سیکرٹری سے اُس پر ہم لوگ رپورٹ طلب کر لیتے ہیں۔

وزیر محکمہ مواصلات و تعمیرات: نہیں نہیں رپورٹ آپ بالکل طلب کریں میں ایک ذمہ دار حیثیت سے آپ کے سامنے اس ایوان کے سامنے بتا رہا ہوں کہ جو الاؤنسز کی بات ہے اسی سال میں انشاء اللہ جیسے تھوڑا سا ہمیں، آپ کو پتہ ہے کہ ہمارا بجٹ 120 ارب deficit کا ہے تو اُس کی adjustment ہم کر رہے ہیں پھر اوپر سے کہتے ہیں ”سر منڈواتے ہی اولے پڑے“۔ تو یہ سیلاب کی صورتحال ہوئی اس میں ایمر جنسی میں ہمیں بہت سارا کام آپ کے علم میں ہے کرنا پڑا، تو ہم انشاء اللہ میں یقین دلاتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکر یہ کھیتراں صاحب۔

وزیر محکمہ مواصلات و تعمیرات: بہت جلد یہ چیزیں ہم لے آئیں گے Thank you very much

جناب قائم مقام اسپیکر: میرے خیال سے اس پر میڈم ربابہ نے جو۔۔۔ (مداخلت) ایک بار اس پر میں بات کر لوں اُس کے بعد۔ نہیں ایک بار میڈم کے point پر میں اپنی رولنگ دے دوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور: ہمارے محترم وزیر صاحب نے جیسے بتایا اس august Forum پر ہمیں صرف ہم یہ چاہتے ہیں کہ اگر ایک کوئی tentative ہمیں time period بتا دیں تاکہ جو اسٹاف ہے اُنکی جو ایک ذہنی اذیت میں مبتلا ہے کہ ہمیں الاؤنسز ملیں گے نہیں ملیں گے کب ملیں گے؟

جناب قائم مقام اسپیکر: اس پر کھیتراں صاحب! میں بتاتا ہوں آپ تشریف رکھیں کھیتراں صاحب اپنی طرف سے کوشش کریں گے میں اس چیئر سے چیف سیکرٹری، سیکرٹری فنانس اور ایڈیشنل سیکرٹری ہوم کو یہاں سے ہدایت دیتا ہوں کہ وہ بلوچستان اسمبلی کو رپورٹ پیش کریں کہ اب تک جو انکے الاؤنسز ہیں اور جو معاملات آپ نے اسمبلی میں raise کئے اُن پر کہاں تک کام ہوئے ہیں implementation کہاں تک ہوئی ہے ہم لوگوں کو ایک رپورٹ اس پر پیش

کریں۔ ملک صاحب! آپ بات کریں اپنی مختصر پھر ایجنڈا کی طرف آتے ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جی ہاں جناب اسپیکر صاحب! میں بہت مختصر بات کرونگا۔ بات اسمبلی کے ساؤنڈ سسٹم کے بارے میں جو گزشتہ دنوں ہمارا اجلاس جاری تھا تو اچانک یہ سسٹم فیل ہو گیا اور بیٹھ گیا اور ہمیں اس اجلاس کو نامکمل چھوڑ کے جانا پڑا۔ گزشتہ کئی عرصہ سے جناب اسپیکر صاحب! ان ساؤنڈ سسٹم کے بارے میں یہاں ہمیشہ بحث کی جاتی ہے کہ یہ ساؤنڈ سسٹم کو change کیا جا رہا ہے جب جام صاحب کی حکومت تھی ہم نے بہت کوشش کی، انہوں نے کہا کہ بس ہم ایک ہی forum پر تمام سیکرٹریز کو بلائیں گے فنانس کو بلائیں گے اُس میں S&GAD کا سیکرٹری ہوگا اُس میں دیگر سیکرٹریز ہونگے وہ بیٹھ کے جو ٹیکنیکل لوگ ہونگے اس کو حتمی شکل دے دیں گے لیکن چار سال گزر جانے کے باوجود یہ ایتر سے میرے خیال میں اُس حد تک پہنچ گیا کہ اب میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ دوران گفتگو میں بات کر رہا ہوں اور یہ سسٹم بیٹھ جائیں یہ ایک المیہ ہے جناب اسپیکر صاحب! کم از کم یہ ایک ایسی مقدس جگہ ہے جہاں ہم پورے صوبے کیلئے قانون بناتے ہیں یہاں بیٹھ کر صوبے کے مسائل کا حل کرتے ہیں یہاں صوبے کا بجٹ پیش کیا جاتا ہے اُس کو منظور کیا جاتا ہے لیکن وہ ایک ادارہ جہاں 165 اراکین بیٹھے ہوئے ہیں وہ ایک ساؤنڈ سسٹم خرید کر یا اس کو تبدیل نہیں کر سکا تو وہ صوبے کی کیا خدمت کریں گے۔ وہ صوبے میں کیا تبدیلی لائیں اسپیکر صاحب! اگر یہ کہیں کوئی سیکرٹری اس کے اسمین رکاوٹ ہے، کہیں پر کوئی بھی ہے، آپ آج رولنگ دے دیں جناب اسپیکر صاحب! اُس میں تمام اُن سیکرٹریز کو بلائیں جو اس ساؤنڈ سسٹم سے متعلق میرے خیال میں کمیٹی بھی بنی تھی میں نے سیکرٹری صاحب سے بھی پوچھا وہ کمیٹی بنی تھی اُس کا کیا بنا؟ انہوں نے کئی لیٹرز دکھائے کہ ہماری اسمبلی کی طرف سے لیٹر جاتے ہیں وہاں سے response نہیں آتا۔ کوئی اپنی یہ نہ فنانس اپنا کوئی نمائندہ چن کے بھیجتا ہے کہ یہ میرا نمائندہ ہے نہ S&GAD کی طرف سے آتا ہے نہ آئی ٹی والوں کی طرف سے آتا ہے۔ ایک تو یہ ایک المیہ ہے ہم آگے اس صوبے کی کیا خدمت کریں گے جب اس میں اتنے بڑے میرے خیال میں اخراجات بھی نہیں ہیں۔ تو جناب اسپیکر صاحب! یہ آخری رولنگ دے دیں آج آپ اسپیکر ہیں آپ کل پرسوں ان سب کو بلائیں کم از کم اُن کیلئے کوئی سزا بھی تجویز کریں جو میرے خیال دو ڈھائی سال سے سب اذیت میں مبتلا ہیں۔ ادھر سے سردار یار محمد رند جب بھی بات کرتا ہے کہتا ہے میرا مائیک خراب ہے۔ پرسوں تو سب کے مائیک خراب ہو گئے اور پورا آپ کا ساؤنڈ سسٹم بیٹھ گیا۔ آج بھی کسی وقت بھی بند ہو سکتا ہے تو جب ہم اپنا ساؤنڈ سسٹم چار، پانچ سال میں برابر نہیں کر سکتے، پنجاب کی اسمبلی آپ کے سامنے ہے جدید ٹیکنالوجی سے وہاں بھی یہ سسٹم ہے اس کے اسپیکر سیکرٹریوں کو بلا لیتے ہیں ادھر ہی on spot اُن سے منظور کرواتا ہے کام ہو جاتا ہے پتہ نہیں یہاں ایک سیکرٹری پوری اسمبلی پر تمام ممبران پر پوری حکومت پر بھاری ہے کہ یہاں یہ چیزیں نہیں ہو سکتیں۔ آپ آج رولنگ دے دیں۔ یہ جن سے بھی، جو سیکرٹریز ان سے

متعلق یہ فال کن جن جن کے پاس جا رہی ہے تو سب کو بلائیں، ہم سب بیٹھ کر آپ بھی بیٹھیں، پارلیمانی لیڈرز کو بلائیں آخر اُس کے اندر ہے کیا جو آج تک approved نہیں ہو رہی ہے۔ اُس پر کام کیوں نہیں ہوتا؟ آپ نے ایک کمیٹی بنائی اُس کو دعویٰ بھیج دی کہ آپ جا کے وہاں چیزیں دیکھیں۔ انہوں نے جا کے دعویٰ کا دورہ کیا پتہ نہیں سب کچھ لایا یہ تمام چیزیں ہیں لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ بلوچستان میں تو یہاں میرے خیال میں کوئی کسی سے پوچھتا نہیں ہے۔ ہم اُس وقت سیٹے پیختے چلاتے تھے کہ آج اس طرح ہے لیکن آج وہ سسٹم بدستور as it is ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ آج آپ کی آخری رولنگ جانی چاہیے اور آنے والے monday کو اس پر فیصلہ ہونا چاہیے ان comments کے ساتھ جس نے بھی یہ چار سال تک اس اسمبلی کے اراکین کا وقت ضائع کیا ہے ہماری بات کہیں پر ریکارڈ نہیں ہوئی ہے، کل اسمبلی پوری دوران اجلاس اس کا مائیک سسٹم بند ہو گیا تو اس کے لئے کوئی سزا بھی ہم تجویز کریں گے ہماری استحقاق کمیٹی ہے اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ کوئی منجگور سے آ رہا ہے کوئی ترت سے آ رہا ہے کوئی خاران سے آ رہا ہے، سب اراکین اسمبلی اجلاس میں بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کا ساؤنڈ سسٹم بیٹھ جاتا ہے۔ اور گزشتہ چار سال سے ہم یہی پیٹ رہے ہیں کہ یہ سسٹم change کر کے نیا جدید سسٹم لائیں گے اس میں تبدیلی آئے گی۔ لیکن میرے خیال میں کچھ بھی نہیں ہو رہا ہے۔ آپ کی طرف سے آپ کی چیز کی طرف سے ایک رولنگ جانی چاہیے اور اُس میں آپ یہ طے کریں اگر جس کی یہاں کوئی کوتاہی ہوئی ہے اُس کیلئے سزا بھی تجویز کی جائے۔ شکریہ

میر محمد عارف جان محمد حسنی: جناب اسپیکر! point of order میں نے دو منٹ بات کرنی ہے۔ اگر مجھے حکومتی بل وغیرہ یہ جو ہو رہے ہیں اُس کے بعد اگر بات کرنے کی permission دی جائے یا ابھی دیں گے مجھے بات کرنے کی permission؟

جناب قائم مقام اسپیکر: اس کا جو ہے۔

میر محمد عارف جان محمد حسنی: بعد میں کر لیں۔ حکومتی بل وغیرہ کر لیں اُس کے بعد دے دیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: صحیح ہے اُس کے بعد آپ کو موقع دیتے ہیں۔

میر محمد عارف جان محمد حسنی: اور سر! ایک مہربانی کر لیں وہ سینڈک پروجیکٹ کا میں نے پوچھا تھا، نو حصار اور سمنگلی میں بڑی زمینیں بھی الاٹ ہوئی ہیں پچھلے کہیں عرصہ سے ہو رہی ہیں وہاں تو اُس کے بھی سوالات میں نے جمع کئے ہیں سینڈک پروجیکٹ کے بھی میں نے دو تین مہینے پہلے جمع کئے ہیں دونوں کے جوابات ابھی تک نہیں آئے ہیں۔ مہربانی کر کے انکے جوابات منگوالیں۔ اور چاغی میں امن وامان کا بھی مسئلہ ہے میں نے اُس کے حوالے سے بھی تھوڑی سی بات کرنی ہے حکومتی بل وغیرہ کر لیں اُس کے بعد۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ جی سلیم کھوسہ صاحب۔

میر سلیم احمد کھوسہ: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ میں مختصراً دو تین issues ہیں علاقے کے اُن پر گزارش کرنا چاہوں گا۔ ایک تو جناب اسپیکر صاحب! یہ جو حالیہ سیلاب میں یہ سلسلہ ہوا اُس سے پٹ فیڈر کینال کافی damage ہوا اب ایریگیشن نے کوششیں کر کے اُس کو بحال کرنے کی کوشش کی ابھی پانی بھی چل پڑا ہے۔ لیکن میری گزارش ہوگی لہری صاحب سے کہ اس میں اور تھوڑی سی تیزی لے آئیں کیوں کہ پورا علاقہ اس وقت پانی کے مسئلے میں پریشان ہے۔ کیوں کہ کچھ نصیر آباد کا، جعفر آباد کا اور صحبت پور کا کچھ حصہ کچھ زمینیں بچی ہوئی ہیں تاکہ وہ زمینیں بھی بچ جائیں اور اس کے علاوہ پینے کے پانی کا بھی ایک بہت بڑا issue ہے۔ ہو تو رہا ہے لیکن تھوڑی سست روی سے ہو رہا ہے اس میں تھوڑی تیزی لانے کی بہت ضرورت ہے۔ ایک تو یہ اور دوسرا جناب اسپیکر صاحب! میں نے گزارش یہ کرنی تھی کہ PDMA بھی کاوشیں کر رہی ہے پہلے بھی میں نے کہا آج بھی میں کہہ رہا ہوں لیکن disaster اتنا بڑا ہے کہ سنبھالنا بڑا مشکل ہے۔ اب کافی دنوں سے میں صحبت پور کی بات کر رہا ہوں اپنے ڈسٹرکٹ کی کہ وہاں food نہیں دیا جا رہا ہے۔ لوگ بیچارے بڑے پریشان اور تباہ حال ہیں یہ تو شکر ہے ایف سی بلوچستان کا وہاں 53 ونگ موجود ہیں وہ آج بھی علاقے میں distribution کر رہی ہے۔ اور اسی طرح NGOs ہیں وہ بھی کر رہی ہیں۔ لیکن PDMA نظر نہیں آرہی ہے جس کی سب سے بڑی ذمہ داری بنتی ہے۔ تو میری گزارش ہوگی کھیران صاحب یہاں بیٹھے ہیں ذمہ دار ہیں تو اس حوالے سے ہمیں تھوڑی سی یقین دہانی کرائیں کہ PDMA بھی اُس طرح activate ہو جس طرح دوسرے ڈیپارٹمنٹس اپنی ذمہ داری نبھا رہے ہیں۔ اور اسی طرح تیسرا ایک اہم issue ہے اور وہ department بھی کھیران صاحب کا ہی ہے ہمارا صحبت پور بلکہ صحبت پور میں نہیں نصیر آباد ڈویژن کا ٹوٹل infrastructure بالکل zero ہو گیا ہے خاص طور پر کمیونیکیشن سسٹم ہماری روڈز بالکل تباہ ہو گئی ہیں۔ اب میں صحبت پور کی بات کروں گا ہماری جو main road ہے جو ڈسٹرکٹ کو ملاتی ہے ڈیرہ اللہ یار ٹو حیدر دین وہ تقریباً کوئی 50 کلومیٹر کے قریب یہ روڈ ہے یہ بالکل پانی سے % 70 ختم ہو چکی ہے اُس کی مٹی کو بھی لے جا چکا ہے بالکل ختم ہو چکی ہے۔ ایک تو میری گزارش ہوگی کہ اس کی بحالی کے لیے فوری طور پر کوشش کریں تاکہ ٹریفک چل پڑے اور اس کے علاوہ کچھ کینال بن رہا ہے پہلے بھی میں یہاں ایک قرارداد دلا یا تھا کہ کچھ کینال کا ایک بہت بڑا سامان کا ذریعہ یہی روڈ ہے یہاں سے جاتا ہے وہ بھی ہمارا ہی ایک کچھ کینال بھی جو میگا پروجیکٹ بن رہا ہے وہ کینال بن رہا ہے وہ بھی ہمارے ہی لوگوں کی سہولت اور آسانی کے لیے بن رہا ہے۔ لیکن یہ جو روڈ سے اتنا بڑا سامان اور مشینری لے جاتے ہیں یہ بالکل روڈ کو پہلے تو خیر damage کرتے تھے اب تو خیر روڈ ہے ہی نہیں۔ لیکن اس وقت بھی وہ رواں دواں ہیں اُن کا سامان۔ اُس کی وجہ سے ہماری لوکل ٹریفک بالکل

متاثر ہو چکی ہے۔ تو میری گزارش ہوگی کھیتراں صاحب سے کہ اُن کو تھوڑا سا پابند کریں بیشک وہ اپنے سامان کو لے جائیں لیکن کم سے کم یہ روڈ تو بنائیں ہمارے لوگوں کو تو مشکلات میں نہ ڈالیں اور اس کے علاوہ جو ان کے اپنے ڈیپارٹمنٹ کا تھوڑا بہت کام ہوا ہے لیکن میں نے سنا ہے کہ صرف 50 لاکھ روپیہ ایکسین کو release ہوئے ہیں 50 لاکھ روپے کچھ بھی نہیں ہیں جناب اسپیکر صاحب! میری گزارش ہوگی کہ زیادہ سے زیادہ پیسے release کیے جائیں تاکہ لوگوں کو تھوڑی سی سہولت ہو لوگ اس وقت کافی مشکلات میں ہیں۔ thank you

جناب قائم مقام اسپیکر: شکر یہ سلیم صاحب۔ جی اصغر خان۔

حاجی اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! جس طرح سلیم کھوسہ نے اپنے علاقے کی بات کی میں ضلع پشین کے حوالے سے بات کروں گا حالیہ جو بارشیں ہوئی ہیں جناب اسپیکر صاحب! ہمارا ضلع پشین جو زراعت پر مبنی ہے۔ اور یقیناً ہمیں وہاں زمینداروں کو اربوں روپوں کا نقصان ہوا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! اُس کے ساتھ ساتھ جو گھروں کو نقصان ہوا ہے، جو وہاں کے گاؤں کو نقصان ہوا ہے، علاقے کو نقصان ہوا ہے وہ اپنی جگہ ہے۔ لیکن جناب اسپیکر صاحب! ابھی تک کوئی پالیسی واضح نہیں ہے نہ صوبائی حکومت کی طرف سے اور نہ وفاقی حکومت کی طرف سے کہ ان کا ازالہ کیسے ہوگا اور کب ہوگا۔ جناب اسپیکر صاحب! اس سال میں ایک ہی فصل ہے چاہے وہ انگور کی شکل میں ہو چاہے وہ سیب کی شکل میں ہو چاہے وہ کسی پھل کی شکل میں ہو جو کہ ہمارے زمیندار حضرات وہاں وہ مارکیٹ میں فروخت کرتے ہیں جو پورا سال اُن کا ایک روزگار زندگی ہے وہ چلاتے ہیں۔ اس سال تقریباً میرا خیال کہ ایک percent بھی کوئی باغ ہو یا کوئی علاقہ ہو یا کوئی زراعت ہو جو متاثر نہ ہو۔ جناب اسپیکر صاحب! وہاں بجلی کا نظام ابھی تک درہم برہم ہے اور کوئی بھی ایسی تسلی بخش پیش رفت ابھی تک حکومت کی طرف سے نہیں ہوئی ہے کہ آیا زراعت کے حوالے سے کیا کیا جائے۔ ان کو کب compensate کیا جائے گا۔ جناب اسپیکر صاحب! میں آپ کو ایک بات بتاتا چلوں کہ جب بھی فصل پکتی ہے یا فصل تیار ہوتی ہے اُس سے پہلے جو لوگ وہاں ادویات استعمال کرتے ہیں فصل کے لیے یا یوریا کھاد کا استعمال ہوتا ہے یا وہاں جو بھی لوازمات کی ضرورت ہوتی ہے جناب اسپیکر صاحب! زمیندار حضرات اُدھار پر لوگوں سے مارکیٹ سے مال اُٹھاتے ہیں اور فصل بیچنے کے بعد اُس کی ادائیگی ہوتی ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ ابھی آٹھ سو نو سو فٹ پر پانی نکلتا ہے ہمارے علاقے میں۔ تو وہاں جو سمر سبیل خراب ہوتا ہے یا نئے سمر سبیل کی ضرورت ہوتی ہے یا پینکھ کی یا مشین کی یا کوئی بھی لوازمات ہوں تو بیچارے زمیندار مارکیٹ سے اُدھار پر اُٹھاتے ہیں اور اُس کے بعد جب یہ فصل بیچتے ہیں تو اُس کی ادائیگی ہوتی ہے۔ اب تو جناب اسپیکر! یہ اتنا بڑا تاوان ہے اربوں روپیہ کا جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ دیکھے جناب اسپیکر صاحب! حکومت بلوچستان کو چاہیے وفاقی حکومت سے رجوع کرے خود بھی اگر یہ کوئی ازالہ کرنا چاہتا ہے کوئی روڈ میپ دے کوئی

پالیسی دے تاکہ ہم اپنے حلقوں کو مطمئن کر سکیں، اپنے لوگوں کو مطمئن کر سکیں۔ ہم جب بھی حلقوں میں جاتے ہیں وہ یہ پوچھتے ہیں کہ بھئی ہمارا ازالہ کیسے ہوگا، یا ہماری مرہم پٹی کیسے ہوگی ہمیں اربوں روپے کا نقصان ہوا ہے اور جناب اسپیکر صاحب! ابھی لوگ فاقوں پر مجبور ہو گئے ہیں۔ یعنی یہ جو بارشیں ڈیڑھ مہینہ چلتی رہی ہیں آپ کو پتہ ہے جناب اسپیکر صاحب! daily کا وہاں ایک باغ میں دس، پندرہ، بیس، سو، جتنے بھی ملازمین وہاں کام کرتے ہیں تو ان کو دیہاڑی ملتی ہے ڈیڑھ مہینہ جو دیہاڑی ور کر تھا وہ بے روزگار ہو گیا اُس کے بعد فصل تباہ ہو گئی باغات تباہ ہو گئے وہ اپنی جگہ ہے۔ اربوں روپے کا نقصان ہوا ہے وہ اپنی جگہ ہے۔ دیکھیں جناب اسپیکر صاحب! حکومت سے یہ request کرتے ہیں ہم لوگ کہ kindly اس process کو تیز کیا جائے وہاں جو بھی مکانات کے نقصانات ہوئے ہیں، یا جو damages ہوئے ہیں جو لوگوں کو نقصان ہوا ہے، جو زراعت کا نقصان ہوا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب اس کا جلد سے جلد ازالہ کیا جائے۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: میرے خیال سے کارروائی کی طرف آتے ہیں۔

میر سلیم احمد کھوسہ: جس طرح اصغر ترین صاحب نے فرمایا ہمارا بھی یہی issue ہے۔ شاید جتنا انہوں نے کم کہا اس سے زیادہ ہمارے زمیندار اور بزرگ مشکلات میں ہیں۔ اس کے لیے میری گزارش ہوگی اسپیکر صاحب! کہ چیف منسٹر صاحب جب جو 2nd process ہے rehabilitation کا اُس میں ہمیں سب کو on-board لینا چاہیے اُس کو کیوں کہ اس پر ہمیں بہت سارے تحفظات ہیں، ہمارے لوگوں کو بڑے تحفظات ہیں لوگ ہمارے اس میں بالکل مطمئن نہیں ہو پارہے ہیں کیوں کہ relief میں ہم نے بہت ساری کوتاہیاں کی ہیں۔ تو یہ main جو چیز ہے rehabilitation ہم نے تو ابھی تک اس پر بات نہیں کی ہے لیکن یہ بہت بڑا issue ہے اس کے لیے آپ نے اس ایوان سے لازماً کوئی نہ کوئی رولنگ دینی ہے۔ thank you

میر محمد خان لہڑی (وزیر برائے محکمہ آبپاشی): جناب اسپیکر! پانی کے حوالے سے تو میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: پانی کے حوالے سے انہوں نے آپ کی تعریف کی ہے آپ کے اقدام کو سراہا تو میرے خیال سے جواب کی ضرورت نہیں ہے۔

وزیر برائے محکمہ آبپاشی: اگر تعریف کی ہوتی تو ادھر حال و احوال کر لیتا، میں اُس کو جواب دے دیتا۔ اسمبلی کی فلور پر اٹھایا تو مجھے اس حوالے سے جواب دینا پڑے گا۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب! کیوں کہ ہم نے تقریباً 22 تاریخ کو 1500 کیوسک release کیا اُس میں تھوڑی کمی بیشی ہے۔ اور الحمد للہ 418 آرڈی میں ہمارا پانی پہنچ چکا ہے۔

جہاں 8 فٹ ہم نے add-up کیا ہے یہاں جو اس کے surrounding میں already جو چاول کاشت کیا گیا ہے وہیں الحمد للہ پانی مل رہا ہے اُن کو اور انشاء اللہ تعالیٰ آج بھی سیکرٹری صاحب ہمارے وہیں گئے ہیں میں نے اُن کو وہاں بھیجا ہے تاکہ آپ اُس کو دیکھ لیں۔ جتنی گنجائش جیسے ہوتی جائے گی ہم اس کے پانی کا زیادہ اُس کو بڑھائیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ ہمارے چاول کا آخری پانی ہے جو کمی ہے اس کو انشاء اللہ پوری کریں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکر یہ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکر یہ جناب اسپیکر! میں دو تین منٹ لوں گا جو اصغر صاحب اور سلیم صاحب نے بات کی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: لینے دو تین منٹ ہے سردار صاحب!۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: حاضر۔ آپ لوگ خود کہیں گے کہ اور بولو اور بولو۔ کھوسہ صاحب نے ایک تو حیرت انگیز روڈ کا

ذکر کیا ہے پرسوں میں اسی معزز ایوان میں وہ سارے figure دیے تھے کہ ہماری کتنی روڈز damage ہوئیں، کتنی ہم نے بحال کر دیں اس وقت کوئی 32 کے قریب روڈز باقی ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی وہ figure آپ نے دے دیے ہیں اسمبلی کو۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جی 32 روڈز باقی ہیں جن پر ہم تیزی سے، اُس کی وجہ یہ بھی ہے کہ خاص کر ان کا علاقہ

بہت زیادہ متاثر ہوا ہے تو پانی ابھی تک کھڑا ہے جیسے جیسے پانی اتر رہا ہے ہم اُس پر کام کر رہے ہیں۔ تو انشاء اللہ میں اپنے

معزز دوست کو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ اللہ تعالیٰ کرم کرے گا۔ جیسے ہی پانی اترے گا یہ ساری چیزیں ہم C&W کے

حوالے سے۔ اور میں یہ بھی بتاتا چلو انہوں نے خود mention کیا کہ 50 لاکھ وہ جو routine میں ہم نے بھیجے ہیں،

ہر ڈسٹرکٹ کو ہم نے بھیجے ہیں۔ یہاں پر اس ڈیپارٹمنٹ کو کیونکہ میں اس کا منسٹر ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ کو داد دینی

چاہیے کہ ہمارے آفسرز نے ٹھیکیداروں سے ادھار پر کام کرا کے ہم نے واحد ڈیپارٹمنٹ ہے C&W جو ابھی تک 50

لاکھ کے علاوہ ہم نے ایک پیسہ بھی صوبائی حکومت سے نہیں لیا۔ مثال کے طور پر کوئٹہ 5 کروڑ کا قرض دار ہے فلاں ہے فلاں

ہے بہت ساری detail ہے۔ تو انشاء اللہ اس پر ہم بہت جلدی یہ روڈیں ہم بحال کر دیں گے۔ کچھ کینال روڈ کا جو

انہوں نے ذکر کیا ہے، بالکل صحیح فرمایا ہے، انہوں نے کہ heavy ہماری اگر capacity چالیس ٹن کی ہے یا ساٹھ

ٹن کی ہے وہاں پر سو ٹن ایک سو بیس ٹن کا وہ material یا مشینری لے جاتے ہیں جس سے روڈیں damage ہو رہی

ہیں۔ تو اس سلسلے میں میرے علم میں لایا گیا ہے پہلے بھی۔ تو میں اس پر یہ کر رہا ہوں انشاء اللہ اس پر کوئی اچھا سا ہم یہ کریں

گے کہ یا تو وہ within the limit جو اُس کی ہے روڈ کی ہے وہ ٹریفک اُس پر لائیں۔ اگر وہ heavy لائیں گے تو اُن کو

advance میں جو damage ہوتی ہے اُس کے پیسے اُن کو جمع کرنے پڑیں گے۔ otherwise ہم متعلقہ ڈپٹی کمشنر یا

اُن کے حوالے سے اُن کے خلاف کارروائی کریں گے۔ تیسرا اُنہوں نے ذکر کیا ہے PDMA کا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں اسلام پیش کرتا ہوں اپنی law enforcing agencies کو، چاہے وہ پاک آرمی تھی یا FC تھی یا لیویز تھی یا پولیس تھی۔ اُنہوں نے اس جو بحران آیا، آپ سمجھیں قدرتی آفات تھیں۔ اس میں جانیں قربان کر گئے۔ آپ کے سامنے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! کہ ایک لیفٹیننٹ جنرل، دوسرا میجر جنرل، بریگیڈیئر صاحبان نے اس پر اپنی اسی دھرتی کے لیے اس بلوچستان کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، شہادت کا رتبہ حاصل کیا۔ تو میں salute پیش کرتا ہوں اپنی ان law enforcing agencies کو جو آج تک دن رات اس بیمار یوں میں اس عذاب میں لوگوں کی خدمت کر رہے ہیں۔ میرے پاس تو وہ detail تو نہیں ہے خالی ہمارے helicopters اور اس کے نیوی کے ایئر فورس کے اور آرمی کے کہ کتنی fights اور کس کس لوگوں کو اُنہوں نے rescue کیا ہے۔ اب آتی ہے بات کہ PDMA ایک محدود اُس کا سلسلہ ہے جہاں تک ممکن ہو سکے PDMA نے ٹینٹ بھی پہنچائیں ترپالیں پہنچائیں سامان پہنچایا food items محدود وسائل میں ہوتے ہوئے جتنا ہم کر سکتے ہیں ہم کر رہے ہیں۔ لیکن میں شکر یہ ادا کرتا ہوں NDMA کا اور NGOs کا کہ وہ دن رات جتنی بھی جس کی بساط ہے وہ کر رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ میں معزز دوست کو یہ یقین دلاتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکر یہ کھیراں صاحب!

وزیر محکمہ مواصلات و تعمیرات: بس ایک دو منٹ تو ہم انشاء اللہ اس کو یہ کریں گے باقی جیسے اصغر صاحب نے فرمایا ہے کہ سیلاب میں بہت زیادہ نقصان ہوا ہے بیشک بالکل آپ صحیح فرما رہے ہیں۔ میرے علاقے میں میری زندگی کی تاریخ میں میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ دوندیاں آپس میں مل گئیں۔ اس حد تک آئے لوگوں کے جتنے بھی کنوئیں تھے یا ٹیوب ویل تھے وہ ختم ہو گئے تو ہم نے تمام ڈپٹی کمشنرز کو order دیدیا ہے کہ غیر جانبدار کوئی سیاست کوئی چیز نہیں ہوگی جس جس کے نقصانات ہوئے ہیں اُس کی سروے ہم نے دن رات ہماری جو انتظامیہ ہے وہ کر رہی ہے جیسے ہی سروے کی رپورٹیں آتی جائیں گی۔ جیسے کہ میں نے پرسوں کہا تھا کہ خالی چار کھرب روپیہ کا تو یہ infrastructure جو تباہ ہوا ہے پلین، روڈ اور باقی چیزیں اُس کے لیے ہمیں چاہیے آپ کو پتہ ہے کہ ایک سو بیس ارب ہم 1 سو 90 ارب کا ہمارا بجٹ اور 1 سو 20 اُس میں deficit ہے تو اُس پر ہم کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ جتنی جلدی ہو سکے کیونکہ خاص کر زمیندار فٹ پاتھ پر آ گیا ہے۔ وہ جو قرضے اُس نے آگے منڈی سے اٹھائے ہوئے تھے وہ قرضے بھی اُس کے آگے فصل بھی تباہ ہو گئی نئے کے لیے اُسکو بیچ چاہیے زمینیں۔ تو ہم کر رہے ہیں۔ اسمیں میں یہ بڑے فخر سے کہہ سکتا ہوں فخر تو اللہ کی ذات کرے۔ کہ کل ہی وزیر اعلیٰ صاحب نے 15 ارب کی subsidy کا اعلان کر دیا ہے۔ کہ جہاں جہاں پر ہم بیچ کی صورت میں کیونکہ وہ منڈی اور وہ

جو system ہوتا ہے۔ آپ بھی اسی میں ہیں، ہم بھی اسی میں ہیں سب یہ۔ تو تاکہ کم از کم تھوڑا بہت جتنا ہم کر سکتے ہیں زمینداروں کے لیے initially پندرہ ارب روپے کی subsidy کی صورت میں بل صورت میں تو وہ ہم نے کیا ہے۔ تو انشاء اللہ میں دوستوں کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اتنا ہی درد میرے دل میں ہے جتنا اُن کے میں ہے۔ اتنا ہی درد میرے وزیر اعلیٰ کے محسوس کر رہا ہے۔ ہاں ایک چیز ہے کہ ہم نے day one سے کہا کہ ہم کیسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلائینگے۔ یہ چیزیں ہم رکھیں گے اس صوبائی ایوان کے سامنے بھی اور مرکز میں بھی۔ ہم کہیں گے کہ جی ہمارا نقصان ہے۔ اب آگے جتنا ہمارے وسائل ہوں گے اُس سے پورا کریں گے باقی اللہ مہربان ہے دینے والی وہ ذات ہے۔ وہ انشاء اللہ اگر وہ آفت لاسکتا ہے تو آفت دور بھی کر سکتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اس میں کھیتراں صاحب! آپ یہ کریں کہ cabinet کے جتنے بھی ممبرز ہیں آپ مہربانی کر کے جتنے بھی ہمارے MPAs ہیں بلوچستان اسمبلی کے اُن کے لیے آپ اگر کوئی میٹنگ اس طرح کا arrange کر دیں کہ بلوچستان میں نقصانات کتنے ہوئے ہیں اور کس طرح جو جن جن کے نقصانات ہوئے ہیں اُن لوگوں کے ساتھ جو ہے ہم لوگوں نے support دینی ہیں۔ تو اس پر آپ لوگ بات کر لیں kindly۔ میرے خیال سے صرف cabinet کے علاوہ اور MPAs بھی پھر اپنے حلقے میں جو ہیں بتائیں گے۔ کہ گورنمنٹ آف بلوچستان کہا تک جو ہے کام کر رہی ہے۔

وزیر محکمہ مواصلات و تعمیرات: بجا فرمایا آپ نے انشاء اللہ یہ سروے ہمارا مکمل ہو جائے ہم اسپیشل اجلاس آپ سے request کریں گے۔ کہ اسپیشل اجلاس بلا کے اصغر ایک منٹ مجھے بات complete کرنے دیں۔ please۔ جناب قائم مقام اسپیکر: ترین صاحب! اس پر کھیتراں صاحب صحیح بول رہے ہیں جب سروے complete ہو جائے۔

محکمہ مواصلات و تعمیرات: سروے مکمل ہو جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: بالکل صحیح

وزیر محکمہ مواصلات و تعمیرات: اور وہ ایک system ہم بنا رہے ہیں آج تو میں ادھر declare نہیں کروں گا آئندہ چند دنوں میں آپ کے سامنے آجائے گا۔ کہ صاف اور شفاف rehabilitation جو process شروع ہوگا نہ وہ crystal clear ہوگا جیسے شیشہ ہے نہ آر پار دیکھ سکتے ہیں نہ اس type کا ہم اُس پر initiative لے چکے ہیں۔ چونکہ وہ under process ہے تو ابھی میں اُس۔۔

جناب قائم مقام اسپیکر: نہ نہ بالکل اچھی بات ہے۔

وزیر محکمہ مواصلات و تعمیرات: disclose نہیں کروں گا۔ لیکن جو سروے ہوگا اس ایوان کے سامنے رکھا جائے گا

جس جس کے نقصانات اگر کمی پیشی تھی ہم۔ کیونکہ ایک نمائندہ جو بھی آتا ہے وہ اُس پورے علاقے کا عوام کا اعتماد لیکر آتا

ہے تو کمی پیشی ضرور اگر کہیں پر تھی ہم اُنکے ساتھ ہیں۔ thank you very much

جناب قائم مقام اسپیکر: شکر یہ کھتیران صاحب! جی

حاجی اصغر علی ترین: میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں سردار صاحب سے کہ سروے کی last date کب ہوگی تاریخ دی

جائے اُس کے بعد ازالہ کب کیا جائے گا تاریخ دی جائے اب سروے ایک سال نہیں ہوگا تو کیا لوگ ایک سال بیٹھے گئے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: نہ نہ جلد سے جلد۔

حاجی اصغر علی ترین: جناب اسپیکر! point of order پر بات کرنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ ٹائم فریم

دیا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جلد سے جلد منسٹر صاحب نے یقین دہانی کرائی ہے کہ اُس پر اسپیشل اجلاس بلائینگے اور

پورے بلوچستان کے لوگوں کو بتائینگے کہ کتنے نقصان ہوئے۔

حاجی اصغر علی ترین: جلد سے جلد بلائیں جناب اسپیکر صاحب! ہمارے لوگ زمیندار بڑے پریشان ہیں جلد سے جلد

اجلاس بلائیں اس پر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: صحیح کھتیران صاحب!

وزیر محکمہ مواصلات و تعمیرات: جناب اسپیکر صاحب میں ان کی بات تھوڑا سا آگے بڑھاتا ہوں۔ ابھی تک آپ کا

نصیر آباد ڈویژن پانی میں ڈوبا ہوا ہے۔ تو اللہ مہربان ہے 15 دن 20 دن آپ لوگوں کے علاقے میں انشاء اللہ سروے

شروع ہو جائے گا۔ تو انشاء اللہ جلد ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: صحیح ہے کھتیران صاحب! ملک نصیر شاہوانی صاحب نے اسمبلی کے مائیک کے حوالے

سے جو بات کی ساؤنڈ سسٹم کے حوالے سے، اس پر یقیناً کچھ حکموں کی کوتاہیاں ہیں، اس پر کافی ہمارے مینٹنز بھی ہوئی

ہیں۔ اس پر ایک last meeting میں call کرتا ہوں۔ جس میں ACS, P&D، سیکرٹری فنانس،

سیکرٹری C&W، سیکرٹری آئی ٹی، ساتھ ہی میں پرنسپل سیکرٹری بلوچستان کو بلوچستان اسمبلی طلب کرتا ہوں کہ اس پر ہمیں

رپورٹ دیں کہ آخر میں کون سا حکم ہے جو اس میں رکاوٹ کر رہا ہے؟۔ جی ملک صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: S&GAD کا سیکرٹری بھی آپ اُسکو بھی میرے خیال میں اُس سے بھی متعلق ہوگا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: S&GAD کا اس سے تعلق نہیں ہے، آئی ٹی کام میں نے بتا دیا پرنسپل سیکرٹری بھی آجائینگے

وزیر اعلیٰ کے ساتھ ہی میں، جتنے بھی ہمارے پارلیمانی لیڈرز ہیں، جتنے پارٹیوں کے وہ بھی آجائیں۔ تاکہ Floor پر ہمیں بتایا جائے کہ اتنا time کیوں لگایا ہے ان سب کو صحیح کرنے میں؟۔ پھر جس محکمے کی کوتاہی ہوگی اُس کے خلاف یقیناً قانونی کارروائی بھی کی جائیگی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: سیکرٹری صاحب رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کا کڑ (سیکرٹری اسمبلی): میرضیاء اللہ انکو صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا، ملک نعیم بازاری صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا۔ جناب عبدالرشید صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا۔ جناب نور محمد مڑ صاحب ملک سے باہر ہونے کی بنا۔ جناب عبدالخالق ہزارہ صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا۔ محترمہ زینت شاہوانی صاحبہ ناسازی طبیعت کی بنا، محترمہ بانوخیل صاحبہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب قائم مقام اسپیکر: مورخہ 22 ستمبر 2022ء کی اسمبلی نشست میں پیش کردہ قرارداد نمبر 147 پر باقی ماندہ

اراکین اسمبلی کی جانب سے بحث۔ ملک سکندر خان ایڈووکیٹ صاحب! آپ اپنا بحث اختتام تک لے جائیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! یہ کمیونٹی ٹیچرز بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب اسپیکر! مجھے اجازت دی

جائے۔ کمیونٹی ٹیچرز باہر بیٹھے ہوئے ہیں اگر دو چار معزز اراکین جا کے اُن کے مطالبات ہیں صبح سے وہ باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اُن سے جا کے بات کریں اُن کے جو مسئلے مسائل ہیں اُس کے لیے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ملک صاحب! ان کا بل آج کے ہمارے ایجنڈے میں شامل ہے۔ ان لوگوں کو بتا بھی دیا

گیا ہے کہ آپ لوگوں کا جو بل ہے وہ آج کے ایجنڈے پر ہے۔

میر محمد عارف جان محمد حسنی: جناب اسپیکر! یہ جو قرارداد جس میں بحث ہو رہی ہے۔ تو اس میں ہے کیا ہمیں تو نہیں پتہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: یہ قرارداد پچھلے اجلاس میں اصغر علی ترین صاحب نے پیش کی تھی جس میں یہ قومی

اسمبلی میں gender کے حوالے سے جو ایک بل پاس ہوئی تھی تو اُس پر اراکین بحث کرنا چاہ رہے ہیں۔

جی ملک سکندر ایڈووکیٹ صاحب۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): نحمدہ وُصلیٰ علیٰ رسولہ الکریم۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ

الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ بہت شکر یہ جناب اسپیکر صاحب! پچھلے سیشن میں مائیک سسٹم خراب ہونے کی وجہ سے

اجلاس کو ملتوی کرنا پڑا۔ یہ جو Act ہے transgender ٹرانسجینڈر کے نام سے۔ جناب اسپیکر صاحب! اسلام اور

پاکستان کی دشمن قوتیں ہمیشہ کسی ایسے معاملے کی تاک میں ہوتی ہیں کہ پاکستان میں اسلامی اقدار پر بھی حملہ ہو۔ اور پاکستان میں انتشار بھی پھیلے۔ معصومانہ انداز میں اگر اس ایکٹ کو دیکھا جائے تو نام بھی اس کا۔ اور اس کے بعد دفعہ 4 سے آگے جو اس کے provisions ہیں وہ بھی یعنی حقوق سے متعلق ہیں۔ اور ان کے ساتھ equal treatment اور discrimination نہ ہونا، ان کے employment، ان کے fundamental rights کا protection یہ تو پاکستان کے تمام باشندوں کو حاصل ہیں۔ اور جو انسانی حقوق اسلام نے دیئے ہیں، جن fundamental rights کا protection اسلام نے کیا ہے، یہ تمام آئین جو دنیا کے ہیں انہوں نے یہ اصول وہیں سے لئے ہیں۔ انسان کو تو چھوڑیے اسلام نے حیوانوں کے حقوق کا بھی تحفظ کیا ہے۔ ان کے حقوق کا تحفظ کیا ہے بکری کے حقوق کا تحفظ کیا ہے۔ حتیٰ کہ کتے کے حقوق کا تحفظ کیا ہے لیکن یہاں پر جو فراڈ کیا گیا ہے اس ایکٹ میں، اسمیں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ پاکستان میں کوئی قانون جس میں اسلامی اقدار سے متعلق مواد ہو۔ اُس کو اسلامی نظریاتی کونسل سے ویت کرایا جاتا ہے اُس کی رائے لی جاتی ہے، اُس سے مشورہ کیا جاتا ہے۔ اس قانون کو پاس کرنے میں اسلامی نظریاتی کونسل کو by-pass کیا گیا ہے اُن کی رائے نہیں لی گئی ہے۔ بعد میں یہ داویلا بھی کیا گیا ہے کہ یہ اسلامی نظریاتی کونسل کے سامنے پیش ہوا۔ لیکن یہ بالکل صریح جھوٹ اور غلط پروپیگنڈا ہے جو اب ثابت بھی ہو چکا ہے کہ جھوٹ بولا گیا ہے۔ ہوا یہ کہ 2017ء میں فوجداری نوعیت کے قانون کے سلسلے میں جو transgender سے متعلق تھا، وہ اسلامی نظریاتی کونسل کے پاس آیا۔ اور اسلامی نظریاتی کونسل نے اُس پر اپنی مشاورت اور رائے دی۔ اُسی کو لے کر یہ اس 2018ء کے ایکٹ سے جوڑ رہے ہیں تو صرف اس ایک بنیاد پر اتنا بڑا fraud ہوا ہے اس fraud کی بنیاد پر یہ قانون مسترد ہونے کے مترادف ہے۔ اس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ پاکستان کے 22 کروڑ عوام جو ہیں وہ اس سے متاثر بھی ہوئے ہیں غمگین بھی ہوئے ہیں اور اس طرح چوری چھپے اسلام پر حملہ کرنا یا اسلامی معاشرہ پر عمل کرنا یا پاکستان میں انتشار پھیلانا یہ جرم ہے اور قابل سزا جرم ہے۔ دوسری گزارش جناب اس قانون کے حوالے سے یہ ہے کہ اس میں تعریفات جو انہوں نے کی ہیں، اُن تعریفوں میں یہ جو transgender کی تعریف میں انہوں نے ایک کھلی جھوٹ دی عمومی طور پر transgender تین قسم کے ہوتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! پہلا وہ جس کی میلان مرد کی طرف زیادہ ہو۔ اب ہم عرف عام میں اسکو خواجہ سرا کہتے ہیں یا ہجڑے کہتے ہیں جو بھی، جس کا زیادہ میلان مرد کی طرف ہو۔ یا زیادہ میلان عورت کی طرف ہو۔ مرد کی طرف ہو تو مرد کہلاتا ہے عورت کی طرف ہو تو عورت کہلاتا ہے یا تیسری شکل اُس کی یہ ہے کہ نہ اُس میں مرد کے خواص ہوں، نہ عورت کے خواص ہوں صرف حاجات کے لئے ایک راستہ ہو۔ اُس کو خمسہ مشکل عرف عام میں کہا جاتا ہے۔ یہ تین transgender ہیں۔ لیکن اس میں جناب

اگر آپ ملاحظہ فرمائیں گے تو یہ ہر مسلمان پر ایک کاری وار کیا گیا ہے اس قانون کے حوالے سے، یہ section کا دوست بھی ہے۔ یہ جناب میں تھوڑا آپ جناب کے سامنے عرض کروں گا تا کہ ہمارے ساتھی بھی اسکو اچھی طرح سمجھ سکیں۔ اور اسکی اصل حقیقت سامنے آسکے۔ یہ جناب 2 section تعریفات کا ہے۔ Sub-section-C ہے۔

Gender expression refers to a person, a person's presentation of his gender, identity and that one that is perceived by others.

اب اس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ gender جو ہے یہ جو صنفی اظہار، کا اظہار، ایکسپریشن کا ترجمہ جو انہوں نے دیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اپنی مرضی کی صنفی شناس اظہار کرے یا جس طرح دوسرے لوگ اپنے آپکو شناخت کرتے ہیں۔ اب اُسکے کہنے کے مطابق اُسکی شناخت ہوتی ہے۔ جیسے ہم آپس میں کبھی ملتے ہیں جی! میں فلاں ہوں، فلاں قبیلے سے تعلق رکھتا ہوں، فلاں جگہ میرا مکان ہے۔ تو یہ جو ایکسپریشن اپنی منہ سے کہے، وہ اُسکو recognition اس قانون میں دیا گیا ہے جو غیر اسلامی ہے۔ اور اسلام کے تقاضوں کے منافی ہے۔ کیونکہ transgender کی تعریف میں نے پہلے آپ سے عرض کی کہ تین اقسام ہیں۔ اور اسکی determination جناب اسپیکر صاحب! سب سے اچھا والدین کر سکتے ہیں۔ کیونکہ والدین اپنے بچے کے بارے میں اس حقیقت سے واقف ہوتے ہیں۔ وہی اسکی تعریف بھی کر سکتے ہیں۔ تو ایک تو یہ صریحاً fraud ہے۔ اور اس fraud کو ختم کرنے کے لئے جناب! اس ایوان کی مدد لی گئی ہے میرے فاضل بھائی نے یہ قرارداد پیش کی ہے۔ کہ ہر صورت میں یہ اس کو یہاں سے یہ قرارداد جائے کہ یہ ظلم ہے اور یہ اسلام پر ایک حملہ ہے۔ اسی طرح جناب Section(2)F ہے۔ اس کو جناب ملاحظہ فرمائیں گے۔ تو اس سے بھی واضح ہو جائیگا کہ کتنا fraud کیا گیا ہے gender identity یہ C(2) تو ایکسپریشن تھا۔ اب یہ identity ہے۔

Refers to a person's presentation of his gender identity and the one that is perceived by others.

اب اگر اپنی مرضی سے وہ اپنی identity کرتا ہے کہ میں مرد ہوں۔ میں عورت ہوں۔ تو یہ fraud ہے۔ K اس قانون میں ہم جنس پرستی کے لئے راستہ کھولنا۔ ایک غلیظ معاشرے کے لیے دروازہ کھولنا۔ اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنا۔ آگے باقی دفعات میں بیشک وہ یہ کہہ دیں کہ یہ حقوق، fundamental rights ہیں۔ وہ already constitution میں protected ہیں، ہر فرد کے لئے۔ جو بھی پاکستان کا شہری ہے اُس میں یہ تخصیص نہیں ہے کہ پاکستان کا مرد ہو، پاکستان کے فلاں قبیلے کا فرد ہو، پاکستان کے فلاں نسل کا آدمی ہو۔ any citizen of Pakistan آپ کسی شخص کو آپ citizen of Pakistan کی تعریف سے آپ نہیں نکال سکتے ہیں۔ تو اس

میں یہ بھی آجاتے ہیں۔ جو fundamental rights دوسروں کے ہیں، وہ already انکو بھی حاصل ہیں۔ لیکن یہ جو تعریفات انہوں نے کی ہے، وہ ایک راستہ ایسا کھولنا ہے جس سے مرد اپنے آپکو عورت ظاہر کرے۔ اور عورت اپنے آپ کو مرد ظاہر کرے۔ اور پھر ہم جنس پرستی کی جو پوری وباء دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اُسکو یہاں پاکستان میں بھی اسکی entry کی جائے۔ جناب! اسی طرح انکے تعریف کے اُس میں ایک Sub-section (N) ہے۔ اس میں transgender person کی انہوں نے تعریف کی ہے کہ:

is a person who is (1) intersex with mixture of male and female, genital features or condition.

یہ اُسکی تعریف ہے۔ اور اسی طرح ایک دوسری تعریف نوج کے نام سے انہوں نے کی ہے جس کو ہم عرف عام میں نامرد کہتے ہیں۔ assigned male at birth but undergoes general existence or۔ یہ جو نامرد کی تعریف ہے اس کو بھی انہوں نے transgender میں کیا ہے حالانکہ اس کی تعریف اس میں نہیں آتی بنیادی طور پر یہ مرد ہوتا ہے۔ پھر جو کیمیائی یا جنیاتی جو حالات سے اُسکو یا نامرد بنا دیا جاتا ہے یا نامرد ہو جاتا ہے۔ یہ جو خواجہ سرا کی تعریف ہے جناب اسپیکر صاحب یہ جو عام طور پر کہا جاتا ہے یہ مغلیہ سلطنت میں ہوتا تھا کہ یہ جو بڑے بڑے محلوں میں نوجوانوں کو نامرد کیا جاتا تھا یا حسی کیا جاتا تھا کہ وہ عورتوں میں بلا جھجک پھرے اور گھر کے مردوں کو ان پر کسی قسم کا پھر شک و شبہ نہ رہے اس لئے ان کو وہ جو نام ہے خواجہ سرا کا وہ ابھی یہاں دیا جا رہا ہے لیکن اس تعریف میں transgender میں اگر اس کو نامرد کو بھی شامل کیا جائے تو یہ بھی اُس حوالے سے صحیح نہیں ہے اس لئے کہ نامرد by-birth تو نہیں ہوتا بعد میں جو اُس پر کسی قسم کی کاروائی کے نتیجے میں وہ اگر نامرد ہو جاتا ہے تو وہ transgender کی تعریف میں نہیں آتا ہے۔ تو یہ بھی اسلامی اقدار کی منافی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: یہ conclusion کی جانب آجائیں کاروائی پھر آتے بڑھاتے ہیں۔

قائم مقام اختلاف: جی جناب۔ جناب اسپیکر صاحب اس میں جو میراث کا ہے transgender کا اُس میں اسلام نے اسکی باقاعدہ وضاحت کی ہے کہ اگر یہ transgender مرد کی طرف مائل ہے تو مرد کی حیثیت سے اُس کا میراث میں حصہ ہوگا اور عورت کی طرف مائل ہے تو عورت کے حساب سے اُس کا میراث میں حصہ ہوگا یہ ہماری شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔ اور اگر دونوں میں سے نہیں ہے تو نہ مرد ہے نہ عورت ہے۔ تو پھر آدھا حصہ اُس کی جو میراث کا آئے گا آدھا حصہ مرد کا پائے گا اور آدھا حصہ عورت کا پائے گا اور اگر اس تعریف کو لیا جائے اپنی مرضی سے مرد اپنے آپ کو عورت کہے اور عورت اپنے آپ کو مرد کہے تو اُس کا یہ ہوگا کہ اگر کوئی شخص ادھر تعریف میں تو

عورت کے حساب سے ہے لیکن وہاں جا کر کے کہہ دے کہ وہاں کیونکہ فری ہے اُسکی تعریف جو اُس نے کہا اپنی منہ سے وہی قانون ہو گیا اگر اُس نے یہ کہہ دیا تو اسکا مطلب ہے کہ اُس نے میراث میں بھی ظلم کیا اور جو شریعت محمدی کا ایسا غیر مبہم جو پورا قانون ہے اُس میں بھی ابہام ڈالنے کی کوشش کی جو اس لحاظ سے بھی شریعت محمدی کے خلاف ہے۔ تو اس لئے میں عرض کروں گا کہ اس قرارداد کی میں گزارش کروں گا اور حمایت کروں گا اور یہ کیونکہ ہمارے عقیدے اور پاکستان کے عوام کا مسئلہ ہے۔ اور چورے چھپے لادین قوتیں جو یہاں اپنی طرف سے کوئی نہ کوئی واردات کرتے ہیں اُن کو روکنے کی کوشش کی جائے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ recently یہ 2018ء کی بات ہے پنجاب نے Women Protection Act کے نام سے جو قانون بنا اور جو قانون پو پڑھا تو پنجاب کے اپنے لوگ کھڑے ہو گئے کہ یہ کیا اسلام کے ساتھ مذاق ہو رہا ہے۔ اُسی قانون پنجاب کی عوام نے احتجاج کر کے اُس قانون کو ختم کیا۔ اور اگر اس طرح پاکستان معاون ازم کے نام سے لبرل ازم کے نام سے اسلامی معاشرت کو ختم کرتا ہے۔ تو اُن کے لئے یہی میں عرض کروں گا کہ آج پاکستان کو 75 سال ہوئے ہیں اور 75 سال میں یہی کوشش رہی ہے اسلام دشمنوں اور پاکستان دشمنوں کی یہاں کی معاشرتی ساخت کو چیلنج کیا جائے۔ یہاں اسلامی اقدار پر حملہ کیا جائے۔ لیکن آج بھی میں بڑے فخر سے کہتا ہوں الحمد للہ الحمد للہ کراچی جیسے ایڈوانس شہر میں بھی آپ کو پانچ، دس فیصد سے زیادہ خواتین بغیر پردے کے ہونگی۔ نوے، بیانوے فیصد خواتین اس وقت بھی پردے میں رہتی ہیں۔ پنجاب، لاہور جس کو ایڈوانس شہر کہتے ہیں، وہاں بھی نوے فیصد، پچھتر سال کی جہد و جہد کے بعد بھی دس پرسنٹ یہاں اُنہوں نے لبرل ازم کا پرچار اپنے میں اپنے آپ کو کامیاب نہیں کیا میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ پاکستانی معاشرے پر کوئی بھی حملہ غیر اسلامی قوتوں کا یا پاکستان دشمن قوتوں کا یہ قابل قبول نہیں ہے اور نہ ہی یہ قابل قبول ہوگا۔ میری گزارش ہوگی کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔ thank you

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ آیا قرارداد نمبر 147 منظور کی جائے؟۔ قرارداد نمبر 147 منظور ہوئی۔ آپ نے کہا کہ میں آخر میں بات کرنا سرکاری کارروائی کے بعد پھر آپ بات کریں۔

میر محمد عارف جان محمد حسنی: جناب اسپیکر صاحب! آپ سے جو سینڈک پروجیکٹ کے بارے میں میں نے سوال کے حوالے سے بات کی تھی۔ میرے علاقے میں لوگ کہتے ہیں اور پورے بلوچستان کے لوگ کہہ رہے ہیں کہ جی ایم پی اے نے بڑا لاتے کرنا شروع کیا سینڈک پروجیکٹ میں جو کرپشن وغیرہ ہو رہی ہے ہم کیا کرتے شروع کے دور میں ہمارے کچھ کنٹینر پکڑے گئے تھے جو غیر قانونی طور پر جا رہے تھے۔ میری بات اگر تھوڑا سن لیں نیب نے اُس کا کیس بنایا تھا ہم نے کہا کہ جی نیب ابھی کی انکوائری کریگا اور جو اس کے جنہوں نے بھی یہ کیا ہے غیر قانونی طور پر جو سینڈک پروجیکٹ کا کارپریٹور جا رہے تھے اُن کے خلاف کارروائی ہوگی مگر میں بالکل اسمبلی فلور پر وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ وہ جو ایک چیئر مین

نیب کا بڑا بدنام ہوا تھا۔ جاویداقبال یا پتہ نہیں کیا نام تھا اُس کا، اُس کا کونٹہ سے تعلق تھا اُس نے خود ان کو جو متعلقہ لوگ ہیں جن کا جو متعلقہ آدمی ہے اُس کا بھائی جو اسلام آباد میں بیٹھا ہوا ہے اس کو خود ٹیلیفون کر کے کہا ہے کہ جی میں نے آپ کے بھائی کے کیس ختم کر دیئے ہیں۔ چیئرمین نیب خود فون کر کے کہہ رہے ہیں اُس کو۔ اُس کے بعد مختلف کیسز وغیرہ بنے اُس کے بعد ثناء بلوچ صاحب نے آج بیٹھے ہوتے تو بڑا اچھا تھا۔ ثناء بلوچ نے بڑی بات کی سینڈک پروجیکٹ کے خلاف ہم نے ایک سب کمیٹی بنائی تو ہم گئے ادھر انہوں نے کہا جی مجھے چیئرمین۔ میں نے کہا جی مجھے چیئرمین بنا لیں۔ میں علاقے کا ایم پی اے ہوں۔ تو انہوں نے کہا نہیں مجھے چیئرمین بنا لیں اسکے بارے میں میں investigation کروں گا، میں اسلام آباد جاؤں گا تفتان جاؤں گا اور جو بھی گند وہاں ہو رہی ہے میں وہ سارا آگے لاؤں گا۔ مجھے نہیں پتہ ایک، دو دفعہ شاید میٹنگ ہوئی اور ثناء بلوچ صاحب نے اُس کے بعد میٹنگ نہیں کی اُن کو بھی آپ مہربانی کر کے ڈائریکٹ کر دیں اسپیکر صاحب! کہ جی یہ کمیٹی جلدی اپنی جو بھی سفارشات ہیں recommendations ہیں، جو حقائق ہیں وہ جلد یہاں اسمبلی میں پیش کریں تاکہ اُس کے مطابق کارروائی ہو سکے۔ پھر میں دیکھا جی نہ اسمبلی میں کمیٹی کارروائی کر رہی ہے نہ نیب نے کچھ کیا نہ اینٹی کرپشن نے کچھ کیا تو آخر میں مجبور ہو کر میں نے یہاں سوال اپنا جمع کیا۔ یہ میں جو کرپشن وہ ایک مشہور راج کل بڑا ہوا تھا میڈیا میں ”عجب کرپشن کی غضب کہانی“۔ یہ میں بلوچستان کے عوام کو جو بتاؤں گا جو ایک 23-24 سال کا لڑکا انہوں نے 21 گریڈ میں لگایا۔ اور 22 گریڈ میں ابھی کنفرم کیا جو وہ ارب پتی بنا ہے اس نے اپنی فیملی کو زمین سے آسمان پر لے گیا ہے۔ یہ میں بتاؤں گا ہمارا ایوان اور ہمارے بلوچستان کے عوام اس پر حیران ہو جائینگے۔ فی الحال میں بات کروں گا آپ کو بتانے کا مقصد یہ تھا کہ جلدی آپ اُس کو بلا لیں جو اب منگوا لیں تاکہ اُس پر میں بات کروں۔ فی الحال بات کروں گا چاغی میں امن وامان اور بھتہ خوری کی۔ کچھ عرصے پہلے کوئی دس مہینے ہوتے ہیں جب انہوں نے take-over کیا چاغی کو تو ہمارا خیال تھا کہ جو روایت ہم نے چھوڑی اپنے بعد ان کو آگے بڑھا بیٹنگے ظاہر ہے ان کو سیاہ ست کرنے کا بھی بڑا شوق ہے کہ جا کر آگے ہم سیاست کریں گے۔ تو انہوں نے ایسے یہ لوگ چاغی کو take-over کیا جیسے ایک قابض فوج کسی ملک پر قبضہ کر لے فاتح فوج کی حیثیت سے اس کے علاوہ سب سے پہلے انہوں نے ساری چیک پوسٹوں پر اپنے سپاہی لگا دیئے رسالدار دفعہ دار جو عہدیدار ہوتے ہیں اُن کی جگہ انہوں نے سپاہی لگا دیئے۔۔۔ (مداخلت) جی جی، جن کی گورنمنٹ آئی، جوئی گورنمنٹ جن کی آئی ہے جن کو اختیارات ملے، اتنی تو سمجھ آتی ہے بلوچستان کے عوام کو اور آپ کو۔ ہاں لیویز میں انہوں نے آفیشل خاران سے لیکر کمشنر سے لے کر ڈی سی، اے سی، تحصیلدار وغیرہ جو انہوں نے لگائے ہیں۔ صرف اگر نام ہی یہاں بلوچستان کے عوام اور بیوروکریسی میں اگر آپ پوچھ لیں آپ کو سمجھ آ جائیگی کہ جی اگر یہ آفیسر انہوں نے لگائے ہونگے تو ان کا ارادہ کیا ہوگا۔ آپ لوگوں شاید یہ جو کرپشن کی با

ت میں کر رہا ہوں شاید آپ لوگوں کو اس سے سمجھ آ جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: میر صاحب! علاقے کے ایم پی اے آپ ہیں آپ کس کی بات کر رہے ہیں؟

میر محمد عارف محمد حسنی: سر! جو گورنمنٹ ہے ناں۔ کل کو یہ لوگ چیخ رہے ہوتے تھے کہ جی آپ گورنمنٹ میں نہیں

ہیں۔ آج ہم بھی گورنمنٹ میں نہیں ہیں ہماری بات نہیں چل رہی ہے۔ چاغی میں جن کی بات چل رہی ہے آپ مجھے بات

تو کرنے دیں نام بھی بتا دیتا ہوں آخر میں آپ کو؟ انہوں نے وہاں رسالدار اور دوفعہ دار کی بجائے انہوں نے سپاہی لگا

دیے ہیں اور میں بڑے اعتماد اور یقین سے آپ سے کہہ رہا ہوں۔ میرے ایم پی اے جتنے بھی بیٹھے ہوئے ہیں ان کے پا

س اُتنے پیسے نہیں ہونگے جتنے ان سپاہیوں نے کوئٹہ میں جائیدادیں اور بنگلے بنا لیے ہیں۔ یہ ہمارے وہاں تربت والے بھی

کام کر رہے ہیں چن والے بھی کام کر رہے ہیں بارڈر کی وجہ سے گورنمنٹ نے facility دی ہے کہ لوگ چھوٹے موٹے کا

روبار کریں ادھر بارڈر والوں سے کہا ہے تو وہاں ہمارے زمین داگاڑی والے تیل یا باقی جو کاروباری لوگ ہیں وہ گواہ ہیں کہ

جو مراعات ہم نے، جو جو میں نے ان کے لئے کیا تھا اپنے دور میں، میں نہیں کہتا کہ رشوت بالکل ختم کر دی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: میر صاحب! آپ اپنے سی ایم کے پاس جا کر ان کو بتا دیں کون آپکے علاقے میں جو

کرپشن کر رہا ہے، مداخلت کر رہا ہے۔

میر محمد عارف محمد حسنی: میری بات کو ختم ہونے دیں میں آپ کو سارے نام میں آپ کو بتا دیتا ہوں آپ مجھے

تھوڑا بولنے تو دیں میں کمپلیٹ کر لوں۔ یہ جو ہمارے چھوٹے موٹے جو کاروباری ہیں مختلف تیل کا کمبل کا یا مختلف جو

کاروبار کرتے ہیں۔ ہمارے دور میں اگر پیسے ہوتے تھے پیسے اگر ان کو ملتے تھے تو انکی اپنی جیبوں میں جاتے تھے۔ اُس

کے بعد ٹوٹل یہ پیسہ سرکاری آفیسروں کے اور لیویز اہلکاروں کی جیبوں میں جا رہا ہے۔ انہوں نے پرائیویٹ وہ جو بھی

ہیں میں ان کا بتا دیتا ہوں آپ کو انہوں نے اپنے پرائیویٹ گن مین بٹھائے ہوئے ہیں ان کے through ادھر ابھی

پیسے لئے جا رہے ہیں کروڑوں روپے ہم پچھلے دنوں حساب کر رہے تھے ایک گاڑی میں پچاس ہزار روپے انہوں نے بڑا

دیے ہیں۔ اگر بیس ہزار روپے ایک گاڑی میں بڑھے تو آپ کو حیرانگی ہوگی 48 کروڑ روپے بنتے ہیں۔ 48 کروڑ روپے

دن کا، sorry مہینے کا۔ سر! میری بات تھوڑی سُن لیں کون ہیں بتا دیتے ہیں آپ کو۔ اُس کے علاوہ انہوں نے کسٹم

ڈیپارٹمنٹ کو بھی نہیں چھوڑا۔ یہاں پر اپنے کسٹم کے یہاں پر کلکٹر وغیرہ آپ نے لگا دیئے اور ان کے through ڈیلی

ویجز آپ لوگوں کے اُس میں ہو daily-wages ڈیلی ویجز سپاہی وغیرہ، یا کلرک یا، مالی، چوکیدار وغیرہ لگا دیئے۔ اور

جو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ہے جو ڈی سی ہے علاقے کا، ڈپٹی کلکٹر ہے اُس کو بتا یا گیا جی چیک پوسٹیں ٹوٹل ان کے

through ہوگی۔ اور اُس میں بھی کروڑوں روپے جو کسٹم والے پہلے لے رہے تھے اب کروڑوں روپے اور بڑھ گئے

ہیں، انکے لئے جارہے ہیں لیویز سپاہی کو امن و امان کی صورت حال بہت زیادہ خراب ہے۔ چاغی میں آپ دیکھ لیں، ریکارڈ دیکھ لیں لوگ اٹھائے جارہے ہیں گاڑیاں وہاں اٹھائی جا رہی ہیں یہ گورنمنٹ اب فیصلہ کر دے کہ جی یہ نان کسٹم پیڈ جوگاڑیاں پورے بلوچستان میں چل رہی ہیں۔ کوئی بھی اٹھا کے لے جائے اپنے گھر میں کھڑی کر لے۔ یہ ہوتا ہے کہ منشیات پکڑی جاتی ہے وہاں نان کسٹم کی گاڑیاں پکڑی جاتی ہیں۔ بجائے کیس کرنے کے یہ گاڑیاں وہ گھروں پر لے جاتے ہیں۔ یہ میرے خیال میں میرے اگر زیرے صاحب انہوں نے بھی ایک دن مجھے فون کیا تھا کہ جی یہ ہو رہا ہے آپ کے علاقے میں۔ تو ہم نے تھوڑی بہت کوشش کی، مگر کیونکہ وہ لیویز والے اس میں گورنمنٹ کے جو آفیشل ہیں وہ خود involve تھے اسی لئے ہم سے یہ کنٹرول نہیں کیا جاسکا۔ امن و امان کی حالت یہ ہے چاغی میں یہ پانچ چھ دنوں سے ڈیلی ڈکیتیاں ہوتی ہیں وہاں میں آپ کو بتاؤں کہ مسافر جو یہاں سے اسمگل ہو کر جاتے ہیں ایران اور پھر ترکی اور اس کے بعد آگے جاتے ہیں۔ یہ وہاں ایک رواج چل پڑا تھا چاغی میں کہ ان کو اغوا کیا جاتا تھا مقامی لوگوں کو اغوا کرتے تھے ان کو وہاں پکڑتے تھے اور ان کے علاقوں سے ان کا تعلق تھا ان کی انگلیاں کاٹی جاتی تھیں ان کو داغا جاتا تھا جو گرم لوہے کے سلاخ سے داغتے ہیں اس سے داغا جاتا تھا وہ ہم نے اپنے دور میں کنٹرول کر لیا تھا الحمد للہ بالکل نہیں ہو رہے تھے۔ اب جو حالات ان کے کنٹرول سے باہر ہو گئے ہیں۔ اب پھر وہی دھندے دوبارہ شروع ہو گئے، مسافروں کو اغوا کیا جا رہا ہے وہاں جو پٹھان جو گردی جنگل میں رہتے ہیں ان کو اغوا کیا جا رہا ہے پیسوں کیلئے۔ اور ان کو جو مقامی لوگ ہیں وہ بھی اگر کسی کو اللہ نے پیسے دیے ہیں ان کو بھی اغوا کیا جا رہا ہے۔ اُس کے علاوہ یہاں ان بھائیوں میں ایک ہی بیروزگار بچا تھا وہ ادھر سے ان کی ڈیوٹی لگا دی گئی ہے کہ جی تم نے چاغی سے یہ جو چھوٹے موٹے کاروباری لوگ ہیں ان سے تم نے کروڑ پتی بنا ہے، کروڑ پتی تو خیر سے وہ بن گیا ہے ابھی ارب پتی کی طرف رواں دواں ہے۔ اور اُسے کہا ہے کہ جو بھی کمانا ہے تم نے ادھر سے کمانا ہے۔ اسکے علاوہ ایک بہت بڑا وہاں مسئلہ ہے۔۔۔ (مداخلت) مجھے صرف تھوڑا سا آخر میں میں کمپلیٹ کر لوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: عارف جان! میرے خیال سے ایجنڈے کی طرف آئیں۔

میر محمد عارف جان محمد حسنی: سر! یہ جو میں بات کر رہا ہوں ایک منٹ، یہ جو میں بات کر رہا ہوں یہ بالکل میرے علاقے والے لوگ میری بات سن رہے ہیں، یہاں کاروباری لوگ جو تروت کے ہیں، چمن کے ہیں، پنجگور کے ہیں، باقی علاقوں کے ہیں کوئٹہ کے ہیں، کیونکہ ہم نے الحمد للہ ہمارے علاقے میں کبھی نہیں ہوا ہے۔ کہ علاقے والے لوگ کام کر سکتے ہیں بارڈر پر اور باقی لوگ نہیں کام کر سکتے ہیں۔ وہاں پرویزستان والے بھی تفتان میں کاروبار کر رہے ہیں اور ہم نے کبھی بھی ان کو روکا نہیں ہے کاروبار کرنے سے۔ یہ وہاں پرچینی اور کھاد، یہ چینی کچھ دنوں سے اور کھاد پہلے سے، یہ کہتے ہیں کہ آج کل جو منشیات کا کاروبار ہو رہا ہے، منشیات کا جو کاروبار ہوتا ہے کہتے ہیں آج کل اس کی ڈیمینڈ اُس سے بھی زیادہ ہے اس

کا پرافٹ اس سے بھی زیادہ ہے۔ تو میں جناب اسپیکر آپ سے گزارش کرونگا کہ صوبائی ہمارے یہاں پر ہوم منسٹر اگر بیٹھے ہوتے اُنکو بتادیں۔ میں نہیں کہتا کہ جی میری وجہ سے آپ ڈی سی چینج کر دیں۔ سی ایم صاحب نے ابھی میں نے ان کو کہا تھا چیف سیکرٹری اور سی ایم صاحب کو شروع دن سے کہہ رہا ہوں میں نے کبھی بھی نہیں کہا جی میرے کہنے پر آپ ڈی سی بجوائیں اور اے سی بجوائیں آپ کمشنر بجوائیں۔ میں نے کہا کم از کم آپ کیمرے فکس کروادیں چاغی پر، دیکھ لیں کہ پہلے وہاں پر کیا تھا پہلے ہمارے دور میں کیا تھا اور ابھی وہاں پر کیا ہو رہا ہے تو آپ مہربانی کر کے آپ کے تھرڈ بھی، ایوان کے تھرڈ بھی، چیف منسٹر صاحب نے ابھی تھوڑا سا ڈنڈا اٹھایا ہے ان پر۔ تو میری ان سے گزارش ہوگی کہ جو بھی وہ گند ہو رہا ہے علاقے میں، اپنے کیمرے فکس کر لیں۔ وہاں پر جو گند وغیرہ جو بھی ہو رہا ہے مہربانی کر کے بہت غریب لوگ ہیں بہت لاچار لوگ ہیں۔ اتنا ہی کرتے ہیں مہینے کے چالیس پچاس ہزار روپے بچتے ہیں ان کو ان کے گھر کی روٹی روزی یہیں سے چل رہی ہوتی ہے۔ یہ کرپشن اچھے افسرز جا مینگے کرپشن کنٹرول ہوگا لوگوں کی کمائی وہ جو محنت کر رہے ہیں ان کی اپنی جیبوں میں جائیگی کمائی۔ تو پھر ظاہر ہے اس کے بعد ہی آپ کے لوگ خوشحال ہونگے، بڑی مہربانی آپ کی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکر یہ حسنی صاحب، ویسے آخر تک سمجھ نہیں آیا کہ آپ کس کے بارے میں بات رہے ہیں اگر ڈی سی یا کمشنر ہوتا تو میں اُسے طلب کر لیتا چونکہ مسئلہ مجھے لگ رہا ہے کہ۔۔۔

میر محمد عارف جان محمد حسنی: سردار صاحب میں تو وہی کمشنر اور ڈی سی کن کے کہنے پر کر رہے ہیں آپ کو سمجھ آگئی ہوگی۔ وہ سردار عبدالرحمن ابھی خود ہی بتا دیگا کہ کون ہے۔ یہ خود ہی بتا دیگا۔ سردار ایک منٹ ایک منٹ۔ وہ سمجھ آگئی ہے بلوچستان کو سمجھ آگئی ہے۔ میں نے جو کیمرے فوکس کرنے کے لئے کہا ہے کہ سی ایم صاحب چیف سیکرٹری صاحب اور وزیر داخلہ کیمرے اپنے فوکس کر لیں۔ ظاہر ہے کوئی بھی غلط کام کرتے ہیں وہ کمشنر ڈی سی اور اے سی اور یہ جو سرکاری عہدار ہیں انہی کے تھرڈ کرتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب اسپیکر صاحب میں تھوڑی سی صوبائی حکومت کی طرف سے وضاحت کرونگا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: میرے خیال سے کاروائی کی طرف آتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جی بالکل صحیح ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ایجنڈا کی طرف آتے ہیں کھیران صاحب سرکاری بل ہیں وہ بھی آپ کے ساتھ حکومت میں ہے نا وہ کونسا پوزیشن پہنچ پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی تو آپ کے ساتھ ہیں، عارف جان۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: وہ ہماری پارٹی کے ہیں بسم اللہ آپ بھی ہماری پارٹی کے ہیں سب ہیں۔ عرض ہے کہ انہوں نے کچھ بھتہ خوری، کسٹم لیویز، مقامی افسران برادران یہ کسی کو بھی بخشا نہیں ہے ان کی شاید ذاتی لڑائی ہے یا سیاسی

لڑائی ہے جو بھی ہے اُس میں ہم نہیں پڑتے ہیں۔ انہوں نے آفیسرز کو ملوث کیا کہ جی ہمارے زمانے میں یہ ہوتا تھا آج یہ ہو رہا ہے۔ یہ اس کو میں negate کرتا ہوں دیکھیں انہوں نے کہا کہ پکڑ کے اُنگلیاں کاٹنا۔ میں بھی چاغی میں، لہڑی صاحب تھوڑا سا، میں چاغی میں رہا ہوں میں تحصیلدار رہا ہوں ایک ہستی تھی میں اس کا نام نہیں لوں گا۔ وہ گاڑی میں ایک خاندان وہ ایران سے آیا ہے اُن کے پاس صندوق میں پیسے تھے۔ تو اُن بیچاروں کی غلطی یہ تھی اس بندے کو کہا کہ یہ اس میں جو ہے ناں پیسے ہیں۔ تو راستے میں ان کو دالبندین اور نوشکی کے درمیان میں ایک جگہ آتی ہے ندی ہے جہاں پانی۔ وہ اُن بیچاروں کو جا کے سارے خاندان کو انہوں نے ذبح کر دیا۔ وہ پیسے بنائے۔ آج وہ کروڑ پتی ہیں۔ یہ میں اُس وقت تحصیلدار تھا وہاں پر اس میں افغان مہاجرین ہیں۔ تو یہ جہاں پر بھی بارڈر ہوگا یہ چیزیں ہوتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کسٹم والے پہلے لیتے تھے اب مقامی لوگ لے رہے ہیں۔ بقول ان کے اگر کسٹم والے لیتے تھے اگر مقامی لوگوں نے لیا تو میرا خیال ہے کہ یہ تو اچھی بات ہے۔ اور اگر چیک پوسٹوں پر انہوں نے ڈیلی و بیجیز پر بھرتی کیا ہے۔ اُسی بارکھان کا کوئی آدمی نہیں ہوگا چاغی کے لوگ ہونگے۔ یا رخشان ڈویژن کے لوگ ہونگے۔ تو ان کو تو appreciate کرنا چاہیے کہ وہ بیٹھ کے اعلیٰ پوسٹوں پر بیٹھ کے لوگوں کو روزگار دے رہے ہیں۔ باقی جہاں تک ان کی ذاتی۔۔۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکر یہ کھیران صاحب۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: باقی ان کی ذاتی رنجش ہے یہ فلور پر تولانے کی تو logic۔۔۔ (مداخلت) مجھے بات کمپلیٹ کرنے دیں۔ Let me to complete it دیکھیں سیاسی ہر جگہ میرے بھی opponents ہیں ہر آدمی الیکشن لڑ کے آیا ہے اس کا ایک opponent تھا۔ تو ہم وہ ذاتی لڑائیاں اس فلور پر لے آئے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: سرکاری کارروائی کی طرف آتے ہیں۔۔۔ (مداخلت)۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: میں ایک ذمہ داری سے ایک کیمینٹ کے ممبر کے طور پر آج ہمارا ہوم منسٹر نہیں ہے چھٹی پر ہے۔ میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ جو بھی غیر قانونی کام ہوگا ہم اُس کو سختی سے چلیں گے میرا ایم کا یہ day one ہے اور اس کیمینٹ کا اس حکومت کا یہ جتنے بھی ہم ساتھی ہیں ایک بات۔ دوسری بات یہ ہے کہ آفیسرز ٹرانسفر ہوتے رہتے ہیں آتے رہتے ہیں جاتے رہتے ہیں، کوئی اچھے کیریئر کا ہے کوئی برے کیریئر کا ہے۔ اگر انہوں نے کوئی ثبوت لایا ڈپٹی کمشنر کا، اسٹنٹ کمشنر یا کمشنر کا ثبوت فراہم کریں ہم اس کے خلاف بھرپور کارروائی کریں گے۔ یہ تو ذاتی لڑائی اس فلور پر نہیں ہونی چاہیے، thank you very much

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکر یہ، کارروائی کی طرف آتے ہیں۔ اُس کے بعد پھر زیرے صاحب آپ کو موقع دیتے ہیں۔

میر محمد عارف جان محمد حسنی: وہ بھتہ خوری کی پرمیشن دے رہے تھے حمایت کر رہے تھے کہ اچھا ہے علاقے والے لوٹ رہے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں کہ نہیں بھتہ خوری کی۔۔۔ (مداخلت) مجھے ابھی بات کرنے دیں ناں۔ مجھے بات کرنے دیں آپ۔ یہ ایک طرف کہہ رہے تھے کہ جی، میں نے کہا کہ ڈیلی و تجیز پر۔ ٹیکنیکل مسئلہ آپ کو بتا رہا ہوں۔ جو پاور فل آدمی اسلام آباد میں بیٹھا ہوا ہے اُس نے ڈیلی و تجیز پر مالی وغیرہ وہاں پر بھرتی کر لیے ہیں۔ اُن کو چیک پوسٹوں پر بھیجا ہے کہ جی جا کرو ہاں پر کسٹم کی جو بھی کمائی ڈبل کر کے آدھی ان کی آدھی ہماری۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ ایک ٹیکنیکل طریقے سے ابھی انہوں نے کسٹم کے تھرو بھی کیا ہے، لیویز کے تھرو بھی کیا ہے۔ اور اس کے علاوہ میں جو ابھی ڈی سی صاحب اس سے پہلے والے ڈی سی صاحب کنٹرول نہیں کر سکے۔ مگر بڑا شریف آدمی تھا۔ اُس سے پہلے والے ڈی سی کی جو آٹھ نو مینے چلا میں اُس کی بات کر رہا ہوں۔ ابھی سی ایم صاحب سے میری بات ہوئی ہے۔ انہوں نے ڈی سی چیئرمین کر دیا چانگی کا اور جہاں تک بات ہے اُس کی سرکاری آفیسروں کی۔ ہم نے، آپ نے بیٹھ کر یہاں پر اپنے لوگوں سے عہد کیا ہوا ہے کہ کوئی بھی غلط کام کریگا اُس کے خلاف یہاں پر ہم بات کرینگے چاہے وہ کوئی سرکاری ہوگا چاہے وہ کوئی پولیٹیشن ہوگا کوئی بھی ہوگا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکر یہ۔ سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: بلوچستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون

نمبر 31 مصدرہ 2022ء) کا پیش و منظور کیا جانا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: معزز اراکین اسمبلی کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مذکورہ بل مورخہ 12 اکتوبر 2019ء اسمبلی کی

اسی نشست میں اسمبلی سے منظوری کے بعد گورنر بلوچستان کو اسینڈ کے لئے بھجوا دیا گیا تھا لیکن اس وقت کے گورنر صاحب نے بل پر اعتراض لگا کر واپس بھجوا دیا۔ وزیر برائے محکمہ تعلیم کی جانب سے بلوچستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا ترمیمی مسودہ قانون کو دوبارہ اسمبلی کی منظوری کے لئے نوٹس موصول ہوا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: لہذا وزیر برائے محکمہ تعلیم بلوچستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ

2022ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2022ء) کا پیش کریں۔

جناب خلیل جارج بھٹو (پارلیمانی سیکرٹری): میں خلیل جارج پارلیمانی سیکرٹری وزیر برائے محکمہ تعلیم کی جانب

سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر

31 مصدرہ 2022ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: بلوچستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون

نمبر 31 مصدرہ 2022ء) پیش ہوا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیر برائے محکمہ تعلیم! بلوچستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2022ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری: میں خلیل جارج پارلیمانی سیکرٹری وزیر برائے محکمہ تعلیم کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2022ء) کو قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2022ء) کو قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جائے؟

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک منظور ہوئی، بلوچستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2022ء) کو قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیر برائے محکمہ تعلیم! بلوچستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2022ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری: میں خلیل جارج، پارلیمانی سیکرٹری وزیر برائے تعلیم کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2022ء) کو فی الفور ریغور لایا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2022ء) کو فی الفور ریغور لایا جائے؟

بلوچستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2022ء) کو فی الفور ریغور لایا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیر برائے محکمہ تعلیم، بلوچستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2022ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری: میں خلیل جارج پارلیمانی سیکرٹری وزیر برائے محکمہ تعلیم کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ

بلوچستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2022ء) کو منظور کیا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2022ء) کو منظور کیا جائے؟ تحریک پیش ہوئی۔ بلوچستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2022ء) کو منظور کیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: بلوچستان ڈیولپمنٹ اینڈ سپرویزن آف کریکولہ، ٹیکسٹ بکس اور مینٹیننس آف سٹینڈرڈز آف ایجوکیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ 2022ء) کا پیش و منظور کیا جانا۔ جناب قائم مقام اسپیکر: وزیر برائے محکمہ تعلیم، بلوچستان ڈیولپمنٹ اینڈ سپرویزن آف کریکولہ، ٹیکسٹ بکس اور مینٹیننس آف سٹینڈرڈز آف ایجوکیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ 2022ء) ایوان میں پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری: میں خلیل جارج پارلیمانی سیکرٹری وزیر برائے محکمہ تعلیم کی جانب سے بلوچستان ڈیولپمنٹ اینڈ سپرویزن آف کریکولہ، ٹیکسٹ بکس اور مینٹیننس آف سٹینڈرڈز آف ایجوکیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ 2022ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: بلوچستان ڈیولپمنٹ اینڈ سپرویزن آف کریکولہ، ٹیکسٹ بکس اور مینٹیننس آف سٹینڈرڈز آف ایجوکیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ 2022ء) پیش ہوا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیر برائے محکمہ تعلیم، بلوچستان ڈیولپمنٹ اینڈ سپرویزن آف کریکولہ، ٹیکسٹ بکس اور مینٹیننس آف سٹینڈرڈز آف ایجوکیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ 2022ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری: میں خلیل جارج پارلیمانی سیکرٹری وزیر برائے محکمہ تعلیم کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان ڈیولپمنٹ اینڈ سپرویزن آف کریکولہ، ٹیکسٹ بکس اور مینٹیننس آف سٹینڈرڈز آف ایجوکیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ 2022ء) کو قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے Exempt قرار دیا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان ڈیولپمنٹ اینڈ سپرویزن آف کریکولہ، ٹیکسٹ بکس اور

میٹینینس آف سٹینڈرڈز آف ایجوکیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ 2022ء) کو قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے Exempt قرار دیا جائے؟

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان ڈیولپمنٹ اینڈ سپرویزن آف کریکولہ، ٹیکسٹ بکس اور میٹینینس آف سٹینڈرڈز آف ایجوکیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ 2022ء) کو قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے Exempt قرار دیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیر برائے محکمہ تعلیم، بلوچستان ڈیولپمنٹ اینڈ سپرویزن آف کریکولہ، ٹیکسٹ بکس اور میٹینینس آف سٹینڈرڈز آف ایجوکیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ 2022ء) کی اگلی تحریک پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری: میں خلیل جارج بھٹو، پارلیمانی سیکرٹری، وزیر برائے محکمہ تعلیم کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان ڈیولپمنٹ اینڈ سپرویزن آف کریکولہ، ٹیکسٹ بکس اور میٹینینس آف سٹینڈرڈز آف ایجوکیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ 2022ء) کو فی الفور ریغور لایا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان ڈیولپمنٹ اینڈ سپرویزن آف کریکولہ، ٹیکسٹ بکس اور میٹینینس آف سٹینڈرڈز آف ایجوکیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ 2022ء) کو فی الفور ریغور لایا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیر برائے محکمہ تعلیم بلوچستان ڈیولپمنٹ اینڈ سپرویزن آف کریکولہ، ٹیکسٹ بکس اور میٹینینس آف سٹینڈرڈز آف ایجوکیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ 2022ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری: میں خلیل جارج پارلیمانی سیکرٹری وزیر برائے محکمہ تعلیم کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان ڈیولپمنٹ اینڈ سپرویزن آف کریکولہ، ٹیکسٹ بکس اور میٹینینس آف سٹینڈرڈز آف ایجوکیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ 2022ء) کو منظور کیا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان ڈیولپمنٹ اینڈ سپرویزن آف کریکولہ، ٹیکسٹ بکس اور میٹینینس آف سٹینڈرڈز آف ایجوکیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ 2022ء) کو

منظور کیا جائے؟

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان ڈیولپمنٹ اینڈ سپرویزن آف کریکولہ، ٹیکسٹ بکس اور میٹینینس آف سٹینڈرڈز آف ایجوکیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ 2022ء) کو منظور کیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: بلوچستان پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز رجسٹریشن، ریگولیشن اور پرموشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 33 مصدرہ 2022ء) کا پیش و منظور کیا جانا۔ معزز اراکین اسمبلی کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مذکورہ بل بھی مورخہ 12 اکتوبر 2019ء کی اسمبلی نشست میں اسمبلی منظور کرنے کے بعد گورنر کو ایسیڈنٹ کے لیے بھجوایا گیا تھا۔ لیکن اس وقت کے گورنر صاحب نے اس بل پر اعتراض لگا کر واپس بھجوایا تھا۔ وزیر برائے محکمہ تعلیم کی جانب سے بلوچستان پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز رجسٹریشن، ریگولیشن اور پرموشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 33 مصدرہ 2022ء) دوبارہ اسمبلی کی منظوری کے لیے نوٹس موصول ہوا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: لہذا وزیر برائے تعلیم، بلوچستان پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز رجسٹریشن، ریگولیشن اور پرموشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 33 مصدرہ 2022ء) پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری: میں خلیل جارج، وزیر پارلیمانی سیکرٹری وزیر برائے محکمہ تعلیم کی جانب سے بلوچستان پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز رجسٹریشن، ریگولیشن اور پرموشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 33 مصدرہ 2022ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: بلوچستان پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز رجسٹریشن، ریگولیشن اور پرموشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 33 مصدرہ 2022ء) پیش ہوا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیر برائے محکمہ تعلیم! بلوچستان پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز رجسٹریشن، ریگولیشن اور پرموشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 33 مصدرہ 2022ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری: میں خلیل جارج پارلیمانی سیکرٹری وزیر برائے محکمہ تعلیم کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز رجسٹریشن، ریگولیشن اور پرموشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 33 مصدرہ 2022ء) کو قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے Exempt قرار دیا جائے۔

(خاموشی۔ اذان مغرب)

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز رجسٹریشن، ریگولیشن اور پروموشن کا مسودہ قانون صدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 33 صدرہ 2022ء) کو قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے Exempt قرار دیا جائے؟

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز رجسٹریشن، ریگولیشن اور پروموشن کا مسودہ قانون صدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 33 صدرہ 2022ء) کو قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے Exempt قرار دیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیر برائے محکمہ تعلیم! بلوچستان پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز رجسٹریشن، ریگولیشن اور پروموشن کا مسودہ قانون صدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 33 صدرہ 2022ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔ پارلیمانی سیکرٹری: میں خلیل جارج پارلیمانی سیکرٹری، وزیر برائے محکمہ تعلیم کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز رجسٹریشن، ریگولیشن اور پروموشن کا مسودہ قانون صدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 33 صدرہ 2022ء) کو فی الفور ریغور لایا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز رجسٹریشن، ریگولیشن اور پروموشن کا مسودہ قانون صدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 33 صدرہ 2022ء) کو فی الفور ریغور لایا جائے؟

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز رجسٹریشن، ریگولیشن اور پروموشن کا مسودہ قانون صدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 33 صدرہ 2022ء) کو فی الفور ریغور لایا جاتا ہے؟

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیر برائے محکمہ تعلیم! بلوچستان پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز رجسٹریشن، ریگولیشن اور پروموشن کا مسودہ قانون صدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 33 صدرہ 2022ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔ پارلیمانی سیکرٹری: میں خلیل جارج پارلیمانی سیکرٹری، وزیر برائے محکمہ تعلیم کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز رجسٹریشن، ریگولیشن اور پروموشن کا مسودہ قانون صدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 33 صدرہ 2022ء) کو منظور کیا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز رجسٹریشن، ریگولیشن اور پروموشن کا مسودہ قانون صدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 33 صدرہ 2022ء) کو منظور کیا جائے؟

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز رجسٹریشن، ریگولیشن اور پروموشن کا مسودہ قانون صدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 33 صدرہ 2022ء) کو منظور کیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: بلوچستان تنازعات کے متبادل حل کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر

34 مصدرہ 2022ء) کا پیش کیا جانا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیر برائے محکمہ صنعت و حرفت! بلوچستان تنازعات کے متبادل حل کا مسودہ قانون مصدرہ

2022ء (مسودہ قانون نمبر 34 مصدرہ 2022ء) پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور: میں ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ قانون،

وزیر برائے محکمہ صنعت و حرفت کی جانب سے بلوچستان تنازعات کے متبادل حل کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء

(مسودہ قانون نمبر 34 مصدرہ 2022ء) ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: بلوچستان تنازعات کے متبادل حل کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر

34 مصدرہ 2022ء) پیش ہوا۔ لہذا اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب! وقت مانگ رہے ہیں اس کو وقت دیا جائے کہ نہیں ایوان سے میں پوچھتا

ہوں۔ جی زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! ایسا ہے کہ سیلاب اور اُس کی تباہ کاریوں نے تمام صوبے کو جس طرح متاثر

کیا ہے۔ ہم مسلسل اس پر بولتے چلے آ رہے ہیں۔ اب عوام کے پاس کھانے کیلئے حتیٰ کہ پینے کیلئے پانی بھی میسر نہیں ہے۔

اشیائے خورد و نوش مکمل یہاں موجود نہیں ہے۔ جس طرح میرے دوست میر عارف جان نے کہا کہ لوگوں کے پاس روزگار

کے مواقع صرف وہ بارڈرز ٹریڈز ہیں، جن سے بالخصوص چاغی سے لیکر کے نوشکی، بوستان، چچائی، چمن پھر بادینی ان

علاقوں کا انحصار بارڈرز ٹریڈز پر ہے۔ لیکن جس طرح چیک پوسٹوں پر کیا جاتا ہے جس طرح وہاں پر ہمارے لیویز یا دیگر

فورسز عوام کو تنگ کرتی ہے وہ جو ہے نا اُن کو نے بڑے مدلل انداز میں جواب دیا۔ جناب اسپیکر! چمن کی حالت ابھی کچھ

دن پہلے وہاں پر واقعات ہوئے، دو تین بندے اُس میں شہید ہو گئے۔ اور چمن میں مسلسل ایسے واقعات ہوتے ہیں۔

میرے دوست نے ٹھیک کہا ہے کہ ایک بندے کے اُنکلی کا ٹی گئی، چاغی میں ایک بندے کو اغواء کیا گیا۔ میں نے پھر اُسکو

اُس وقت فون کیا، آج سے دو سال پہلے، پھر اُس بندے کو جس طرح بازیاں کرایا گیا، وہاں پر ایک خاتون اسٹنٹ کمشنر

نے بہادری کا مظاہرہ کیا، اُس بندے کو بازیاں کرایا تھا۔ اور پھر جس طرح یہاں پر چیک پوسٹوں میں لوگوں کو جس طرح

تنگ کیا جاتا ہے، وہ تفتان سے لیکر کے نوشکی تک۔ پھر چمن سے لیکر کے کوئٹہ تک۔ آپ یقین کریں جناب اسپیکر! لوگ

گھروں کیلئے، اپنے گھر تو بہ اچکزی چمن اور اُس کے اطراف میں تو بہ کا کڑی میں کوئٹہ سے وہ آٹا لیکر نہیں جاسکتے ہیں۔

وہاں سے جو ہم نے اُس وقت کہا تھا کہ چمن کے کوئی 25 ہزار نو جوان اس کاروبار سے منسلک ہیں۔ کہ وہ صبح سویرے وہ ڈیورنڈ لائن کو کراس کرتے ہیں اور یہاں سے کچھ سامان لیکر جاتے ہیں، وہاں سے ہاتھ میں کچھ hand-carry لیکر آتے ہیں۔ اُس پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ اسی طرح نوشکی اور بوستان، پھر نوشکی سے آگے تفتان، چاغی پر بھی یہی صورتحال برقرار ہے۔ اب جناب اسپیکر! ایک جانب سیلاب ہے تباہ کاریاں ہیں، لوگوں کے اربوں، کھربوں روپے کے نقصانات ہوئے ہیں۔ دوسری جانب عوام کو نہیں چھوڑا جا رہا ہے کوئٹہ سے کوئی بندہ آٹا لیکر چمن نہیں جاسکتا ہے۔ کوئٹہ سے کوئی بندہ چینی لیکر کے وہ نوشکی یا کسی اور جگہ یا چمن یا توبہ اچکزئی یا توبہ کاکڑی یا بادینی نہیں لے جاسکتا ہے۔ تو یہ پابندیاں، وزیر اعلیٰ صاحب نے وعدہ کیا تھا اور وفاقی حکومت نے بھی کہا تھا کہ یہ تمام چیک پوسٹیں ختم ہوں گی۔ سمگلنگ صرف اور صرف اسلحہ اور منشیات یہ سمگلنگ کے زمرے میں آتی ہیں، باقی چیزیں یہاں سے جانا وہاں سے آنا وہ کاروبار ہے۔ جس سے ہمارے لوگ وہاں اُن کی معاشی زندگی میں کچھ بہتری آئے گی۔ تو میں آپ سے request کروں گا کہ کم از کم یہ جو ہمارے بارڈر ٹریڈ جو لوگ بارڈر ٹریڈ کرتے ہیں اُن کو چھوڑا جائے البتہ اسلحہ اور منشیات پر اُس کے خلاف کریک ڈاؤن کیا جائے۔ اُن کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اور باقی جو ایشیائے خورد و نوش لوگ لیکر جاتے ہیں یا لیکر آتے ہیں ایران سے لیکر آتے ہیں۔ یہاں سے چمن لیکر جاتے ہیں۔ یہاں سے چمن سے لوگ جاتے ہیں، ان پر پابندی جو ہے ناں یہ نہیں ہونی چاہئے۔ اس لئے آپ سے رولنگ چاہئے کہ آپ اس پر رولنگ دے دیں اور حکومت سے آپ request کریں کہ ان چیزوں کو وہ مد نظر رکھیں۔ thank you۔ جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکر یہ نصر اللہ خان زیرے صاحب۔ جی۔

مکھی شام لعل لاسی: مجھے بہت افسوس ہے کہ یہاں پر بہت باہر کے Tour بننے ہیں، یہ جو تمام دور نظر ایم پی اے ہیں، وہ چلے جاتے ہیں۔ ہمیں سمجھ نہیں آتا ہے کہ ہم جو Minority ایم پی ایز ہیں اُنکو delegation میں کیوں نہیں بھیجا جاتا ہے؟ کیا قصور ہے ہم لوگوں کا؟ جب کہ اس وقت بھی، ہر دفعہ جاتا ہے اور خفیہ طریقے سے بھیجے جاتے ہیں اور ہمیں معلوم نہیں ہوتا ہے بعد میں معلوم ہوتا ہے کہ یہ Tour پر گئے ہوئے ہیں۔ تو Kindly ذرا اسپیکر آفس کو ہدایت کی جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ابھی تو کوئی Tour پر نہیں گیا ہے؟

جناب مکھی شام لعل لاسی: ابھی بھی سر! گئے ہیں۔ ابھی بھی گئے ہیں آپ ذرا پوچھ لیں اس وقت 5 پانچ بندے اس وقت بھی جا رہے ہیں سر۔ یہ ہم لوگوں کے ساتھ صرف زیادتی ہے ان کو نظر نہیں آتا ہمیں کہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آپ کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ یہ اُنکو BRSP نے بھیجا ہوا ہے بلوچستان اسمبلی

نے نہیں۔

جناب مکھی شام لعل لاسی: سر! recommendation یہاں سے ہوتی ہے جہاں سے بھی بھیجا جاتا ہے سر یہ کوئی بہانا ہوتا ہے۔ اور جو ہم Minority کے ایم پی ایز ہیں انہی کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جب بھی جائیں گے آپ لوگ اُس میں ہوں گے minorities اُس میں شامل رہیں گے۔ اصل میں آپ کے ساتھ جو بیٹھا ہوا ہے یہ لسٹ وہ بناتے ہیں۔ ابھی جو کھڑا ہو کر جا رہا ہے۔ اگر اسمبلی کا پروگرام ہوا تو انشاء اللہ ضرور۔

جناب مکھی شام لعل لاسی: اسمبلی کی طرف سے جاتے ہیں کئی دفعہ تو لوگ تین تین مرتبہ گئے ہیں، چار چار مرتبہ جاتے ہیں۔ اور ہم لوگوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے ہمیں کوئی ایم پی اے سمجھتا بھی نہیں ہے۔ نہیں دو دو مرتبہ ہم proof کریں گے ناں آپ کو سیکرٹری صاحب۔ اگر آپ کو اعتراض ہے تو میں proof کروں گا کہ دو دفعہ گئے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: خیر، آپ اس پر میرے چیمبر آجائیں میں سیکرٹری صاحب کو بھی بلا لوں گا۔

جناب مکھی شام لعل لاسی: ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز منگل مورخہ 27 ستمبر 2022ء بوقت تین بجے سہ پہر تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 06 بجکر 50 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

